

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنِ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ

بجملہ تعارفی شانہ کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول دین میں ہے

جسکا نام نامی اسم گرامی

مَنْجِ اَوُصُول فِي اِلَا صُول

عَلَى مَنَوَال

Checked
1987

Checked 1993

اَلْفُصُول فِي اِلَا صُول

مصنفات سے جناب سید علامہ مولوی سید محمد علی حسن صاحب امربکاپی
بتاریخ ۱۹- ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۷ھ

در مطبع اشاعتی ہتھام نا علیہ طبع شد

۲۵ جنوری ۱۳۸۷ھ

فہرست مطالب سالہج الوصول جی میں مل مطالب کا خلاصہ نہایت واضح کر کے لکھا گیا ہے جس سے
اُن کا سمجھنا زیادہ آسان ہو گیا ہے

تہا مطلب	مطلب	تہا مطلب	مطلب
۱	خطبہ حمد و نعت -	۱	وازلہ و ابجدی و سرمدی و صانع و خالق و باری و مقصور ہے۔
۲	سبب تالیف رسالہ -	۲	تکملہ اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔
۳	ذکر اصل مآخذ رسالہ و نام رسالہ -	۳	اصل اس امر کے اثبات میں کہ واجب الوجود کسی طرح مرکب نہیں ہے۔
۴	تمہید مناسبہ دل حسینیت کیا گئی	۴	اصل اس امر کے اثبات میں کہ واجب الوجود ہے۔
۵	تمہید مناسبہ جم حسین اسکا بیان ہے کہ	۵	اصل اس امر کے اثبات میں کہ واجب الوجود ہے۔
۶	اصول دین کا علم یقینی حاصل کرنا واجب ہے	۶	ہدایہ اس امر کے اثبات میں کہ واجب الوجود ہے۔
۷	اور یہ کہ حاصل کرنا علم اصول دین کا محاسب	۷	متحدہ عرض نہیں ہے۔
۸	اختلاف طبائع مختلف طور پر واجب ہوتا ہے	۸	تہرہ اس امر کے اثبات میں کہ واجب الوجود ہے۔
۹	فصل اول بیان توحید میں	۹	کسی شئی میں حلول نہیں کرتا ہے۔
۱۰	اصل اس بیان میں کہ علم وجود بدیہی ہے	۱۰	تکملہ اس امر کے اثبات میں کہ وہ ہم نہیں ہے۔
۱۱	تقسیم موجود کی طرف واجب ممکن کے -	۱۱	تکملہ اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ
۱۲	تکملہ اس بیان میں کہ علم وجود اللہ تعالیٰ	۱۲	کسی کا والد یا والدہ نہیں ہے اور ابطال قول
۱۳	کا بدیہی ہے۔	۱۳	نصاری دربار حضرت عیسیٰ ہے۔
۱۴	اصل اس بیان میں کہ وجود واجب الوجود کا	۱۴	تکملہ اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ
۱۵	ضروری ہے۔	۱۵	
۱۶	ہدایت اس بیان میں کہ واجب الوجود ہائے	۱۶	

مطلب	نمبر	مطلب	نمبر
کسی شے کا محل نہیں ہے۔	۲۱	ہونا اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔	۳۰
تکملہ اس امر کے بیان میں کہ کوئی شے سوئے	۲۲	تبصرہ اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی	۳۱
اللہ تعالیٰ کے قدیم نہیں ہے۔	۲۳	خصلت یا ذلیفے شریک ذات نہیں ہے۔	۳۲
تکملہ اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ	۲۴	تکملہ الباطل قول مجوس میں جو ظلمت اور نور کا	۳۳
کے صفات حقیقہ عین ذات ہیں۔	۲۵	خالق جانتے ہیں۔	۳۴
اضافہ اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ	۲۶	اصل اس امر کے اثبات میں کہ ہر ممکن و غیر	۳۵
کسی شے سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔	۲۷	اثبات تنہا ہی حوادث و الباطل قول حکما	۳۶
تبصرہ اس امر کے اثبات میں کہ اتحاد و جبر	۲۸	جو وجود و حوادث غیر متناہیہ کے قائل ہیں۔	۳۷
عقلاً محال ہے۔	۲۹	مقدمہ اس امر کے بیان میں کہ ہر مؤثر یا	۳۸
تکملہ موعظہ الباطل میں اس قول نصار	۳۰	قادر پر یہ موجب ہے۔	۳۹
کے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے اتحاد	۳۱	اور یہ کہ اثر قادر کا اس سے مؤخر ہو ناہی	۴۰
رکھتا ہے یا کہ اسے انجین حلول کی ہے	۳۲	اور اثر موجب کا اس کے ساتھ ساتھ ہو ناہی	۴۱
تکملہ معرفت الباطل قول وحدت وجود	۳۳	نتیجہ اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ	۴۲
میں جو عظیم صوفیہ کا عقیدہ ہے۔	۳۴	فاعل موجب نہیں ہے بلکہ قادر ہے۔	۴۳
تکملہ تقویٰ اس قول کا ابطال کہ اللہ تعالیٰ	۳۵	الزام الباطل میں اس قول فلاسفہ کے کہ	۴۴
حضرت رسول اللہ یا ائمہ بد علیہم السلام	۳۶	اللہ تعالیٰ فاعل موجب ہے۔	۴۵
سے اتحاد رکھتا ہے یا کہ اسے اون میں	۳۷	نقص اس قول فلاسفہ کے ابطال میں	۴۶
حلول کی ہے۔	۳۸	واحد سے نہیں صادر ہو تا مگر واحد۔	۴۷
تبصرہ اس امر کے اثبات میں کہ الہم اور	۳۹	اصل اس امر کے اثبات میں کہ وہ قادر ہے	۴۸

شمار مطالب	مطلب	شمار مطالب	مطلب	شمار مطالب
	کلی ممکنات پر۔	۵۱	اور یہ کہ کلام اللہ تعالیٰ کا حادث ہے۔	=
۳۰	اور یہ کہ وہ عالم ہے کل ممکنات کا۔	۵۲	لطیفہ اس امر کے بیان میں کہ ذات اللہ	
۳۱	نقص جواب شبہہ اس قول فلاسفہ کو ابطال		تعالیٰ کی ہر طرح واحد ہے اور یہ کہ اس کی	۲۱
	میں کہ اللہ تعالیٰ کو علم جزئی زمانے کا	۱۶	کثیرہ کا اطلاق اوپر باعتبار دیگر اشیا	
	نہیں ہوتا ہے۔		مختلف طور پر ہوتا ہے۔	
۳۲	تکملہ تحقیق مسئلہ بد اور اثبات بد میں	۵۳	اور یہ کہ جن اسماء میں کوئی نقص ظاہر ہو	۲۲
۳۳	فائدہ اس باب میں کہ اللہ تعالیٰ حی ہے۔	۱۹	مثل عارف اور طیب وغیرہ کے ان کا	
۳۴	فائدہ اس باب میں کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ		اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں ہے۔	
	کسی آسمان کے مرید ہے۔	۵۴	اور جو اسماء میں ماثور نہوں اور اون میں	=
۴۵	اور مدرک ہے۔	۲۰	کوئی نقص ظاہر نہواؤں کا اطلاق جائز	
۳۶	اور سمیع ہے۔	=	مگر خلاف احتیاط ہے۔	
۳۷	اور بصیر ہے۔	۵۵	ختم و ارشاد اس بیان میں کہ کس قدر	۲۳
۳۸	اصل اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ		معرفت اللہ تعالیٰ کی حاصل کرنا ضرور	۲۴
	کسی ہمت میں نہیں ہے۔		ہی اور وہ کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں۔	
۳۹	اور یہ کہ وہ مرنی نہیں ہے یعنی ویکھا نہیں	۵۶	تکملہ منہج المعروف بیان طریقہ تحصیل	۳۵
	جاسکتا۔		معرفت و تقویٰ میں۔	
۵۰	ہدایت اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ	۵۷	فضل ثانی بیان عدل میں	۲۵
	مشکلم ہے بذریعہ یکجا حروف اور اصوات	۵۸	تقسیم اس بیان میں کہ فضل یا حسن	۲۶
	کے۔		یا قبح ہی اور حسن یا واجب یا مندوب ہے	

نمبر	مطلب	نمبر	مطلب	نمبر	مطلب
۳۹	ہونے سے فعل کا بتا ثیر اللہ تعالیٰ لازم نہیں آتا ہے۔	۳۹	اصل در باب ثبات حسن و قبح عقل کے۔	۳۹	اصل در باب ثبات حسن و قبح عقل کے۔
۴۰	شعبہ معنی یہ اعتراض اہل جبر کا کہ جو اس علم میں اللہ تعالیٰ کے گذرا ہی اوس کا خلاق ممکن نہیں تو بندہ مجبور ہے۔	۴۰	اصل اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ہے قبیح کو۔	۴۰	اصل اس امر کے اثبات میں کہ اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ہے قبیح کو۔
۴۱	اور یہ جواب اسکا کہ اس سے مجبوری پسند کی لازم آتی ہے اپنے فعل کر کرنے پر مگر فعل کا اللہ تعالیٰ کے تاثیر سے ہونا لازم نہیں آتا ہے جو قول اہل جبر کا ہے۔	۴۱	تکملہ اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اور کرنا ہوت کرنا ہے۔	۴۱	تکملہ اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اور کرنا ہوت کرنا ہے۔
۴۲	اور یہ کہ بموجب اس اعتراض کے مجبور اللہ تعالیٰ کے لازم آئیے اپنے افعال میں اور جو اہل حیر اسکا جواب دینگی جسے ہمارا جواب ہو گا۔	۴۲	تکملہ اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ فعل حسن کو ترک نہیں کرتا ہے۔	۴۲	تکملہ اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ فعل حسن کو ترک نہیں کرتا ہے۔
۴۳	اور یہ کہ علم تابع معلوم کا ہوتا ہے اور اگر معلوم تابع علم کا ہو جائے تو دور لازم آئیگا۔	۴۳	تکملہ اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کرنا ہوت کرنا ہے۔	۴۳	تکملہ اس امر کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کرنا ہوت کرنا ہے۔
۴۴	تکملہ جواب شعبہ مذکور بطور عمل کے ہے۔	۴۴	اصل اس امر کے اثبات میں کہ بندہ اپنے افعال و اعتقادات میں اور ایسے افعال کے قائل اور موثر وہی ہیں۔	۴۴	اصل اس امر کے اثبات میں کہ بندہ اپنے افعال و اعتقادات میں اور ایسے افعال کے قائل اور موثر وہی ہیں۔
۴۵	اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم اسکا ہوتا ہے کہ بندہ اپنے اختیار پر	۴۵	یہ شعبہ اہل جبر کا کہ جب قدرت و ارادہ اللہ تعالیٰ کے ہوتی تو فعل بھی بتا ثیر اللہ تعالیٰ کے ہوتا۔	۴۵	یہ شعبہ اہل جبر کا کہ جب قدرت و ارادہ اللہ تعالیٰ کے ہوتی تو فعل بھی بتا ثیر اللہ تعالیٰ کے ہوتا۔
۴۶		۴۶	یہ جواب شعبہ مذکورہ کہ اللہ فعل کے مختار نہیں ہے۔	۴۶	یہ جواب شعبہ مذکورہ کہ اللہ فعل کے مختار نہیں ہے۔

مطلب	مطلب	مطلب	مطلب
اور اللہ تعالیٰ اپنے اختیار سے فعل کو کرے گا پس نہ مجبوری بندہ کی لازم آئے اور نہ اللہ تعالیٰ کی۔	اور اس چیز کا بھی ہے جو مناسب طبیعت نہ ہو اور مصلحت پر شامل ہو۔	۹	تکملہ یا آنکہ مراد یہ ہے کہ وہ خالق شرور کا
اصل اس امر کے اثبات میں کہ افعال اللہ تعالیٰ کے لیے مصلحت نہیں ہوتے بلکہ وہ خاص ایسے اغراض کے لیے ہوتے ہیں جو خاص بندوں کے طرف عاید ہوتے ہیں۔	بذریعہ خلق اونکے فاعلون کے ہے۔	۱۰	یا آنکہ مراد خلق سے خلق تقدیری ہے یعنی اسکے علم اور تقدیر میں یہ گذرنا کہ شرور واقع ہونگے۔
اور یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں کرتا ہی کسے ایسے امر کو جس میں فساد ہو عباد کے حق میں تبصرہ اس امر کے بیان میں کہ ارادہ کرنا اللہ تعالیٰ کا واسطہ افعال عباد کے وہ حکم کرتا ہی او نکو او ان افعال کا۔	تکملہ اس بیان میں کہ احادیث طینت مراد یہ ہے کہ صرف اس قدر میاں طینت خوبی یا بدی کے طرف ہوتا ہے کہ مجبور کے حد تک نہ پہنچتی پس وہ مثبت چیز نہیں ہیں۔	۱۱	۸۱
اور یہ کہ اللہ تعالیٰ حکم نہیں کرتا ہے قہر کا کیونکہ یہ متضمن ہے فساد و پرہیز اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں فرماتا قہر سے کیونکہ یہ قہر ہے تقسیم مراد اللہ کے خالق خیر و شر ہونے سے یہ کہ وہ مثل خیر کے خالق	۸۲	۸۳	۸۴
	۸۵	۸۶	۸۷
	۸۸	۸۹	۹۰
	۹۱	۹۲	۹۳
	۹۴	۹۵	۹۶
	۹۷	۹۸	۹۹
	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲
	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸
	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱
	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴
	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷
	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰
	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳
	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶
	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹
	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲
	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵
	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸
	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱
	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴
	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷
	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰
	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳
	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶
	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹
	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲
	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵
	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸
	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱
	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴
	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷
	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰
	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳
	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶
	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹
	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲
	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵
	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸
	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱
	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴
	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷
	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰
	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳
	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶
	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹
	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲
	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵
	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸
	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱
	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴
	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷
	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰
	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳
	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶
	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹
	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲
	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵
	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸
	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱
	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴
	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷
	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰
	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳
	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶
	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹
	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲
	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵
	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸
	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱
	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴
	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷
	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰
	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳
	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶
	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹
	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲
	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵
	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸
	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱
	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴
	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷
	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰
	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳
	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶
	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹
	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲
	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵
	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸
	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱
	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴
	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷
	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰
	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳
	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶
	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹
	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲
	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵
	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸
	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱
	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴
	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷
	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰
	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳
	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶
	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹
	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲
	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵
	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸
	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱
	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴
	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷
	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰
	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳
	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶
	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹
	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲
	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵
	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸
	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱
	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴
	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷
	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰
	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳
	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶
	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹
	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲
	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵
	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸
	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱
	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴
	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷
	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰
	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳
	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶
	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹
	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲
	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵
	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸
	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱
	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴
	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷
	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰
	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳
	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶
	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹
	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲
	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵
	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸
	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱
	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴
	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷
	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰
	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳
	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶
	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹
	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲
	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵
	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸
	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱
	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴
	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷
	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰
	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳
	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶
	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹
	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲
	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵
	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸
	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱
	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴
	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷
	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰
	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳
	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶
	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹
	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲
	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵
	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸
	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱
	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴
	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷
	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰
	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳
	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶
	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹
	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲
	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵
	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸
	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱
	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴
	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷
	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰
	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳
	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶
	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹
	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲
	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵
	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸
	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱
	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴
	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷
	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰
	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳
	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶
	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹
	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲
	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵
	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸
	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱
	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴
	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷
	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰
	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳
	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶
	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹
	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲
	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵
	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸
	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱
	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴
	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷
	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰
	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳
	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶
	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹
	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲
	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵
	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸
	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱
	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴
	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷
	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰
	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳
	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶
	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹
	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲
	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵
	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸
	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱
	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴
	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷
	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰
	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳
	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶
	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹
	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲
	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵
	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸
	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱
	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴
	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷
	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰
	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳
	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶
	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹
	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲
	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵
	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸
	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱
	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴
	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷
	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰
	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳
	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶
	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹
	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲
	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵
	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸
	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱
	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴
	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷
	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰
	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳
	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶
	۹۰۷	۹	

مطلب	شرح مطلب	مطلب	شرح مطلب
طاقت نہ ہو حسن نہ ہوگی۔	۸۸ اصل اس بیان میں کہ لطف یعنی ایسے فعل کا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ جسکے بغیر بندہ وہ فعل نہ کر سکیں جسکے او کو تکلیف کی گئی ہے۔	کی طرف اور حدیث طینت میں مختلف اور وجہ انسانی کے مائل طرف طبعاً خیر و شر ہوئے کی جانب اشارہ ہے۔	۳۶ تکملہ اس بیان میں کہ خلق کرنا عباد اور خلق کا بغیر ضابطہ قدرت اور فیض کے ضرور ہے۔
۸۹ فصل ثالث بیان نبوت امامت پیغمبری	۹۰ اصل اس بیان میں کہ تنبیہ کرنا اور اصلاح اور مقاصد پر جنکے اور اک کے لئے حقوق عباد کا کافی نہ ہوں ایک لطف واجب ہے اللہ تعالیٰ پر۔	۹۱ اور تنبیہ کرنا عباد کو او کی کیفیت معاش اور حسن معاملات اور آدمی انتظام امور معاش پر بھی ایک لطف واجب ہے اللہ تعالیٰ پر۔	۹۲ اور چونکہ تنبیہات مذکور کے لئے واسطہ ہے ہونا ایک مخلوق کا جو مشن عباد کے قابل اشارہ ہے جو ضرور ہی تو بعثت رسولوں کی واجب ہے۔
۹۳ اصل اس بیان میں کہ عصمت امتیاز	۹۴ اور جبکہ غرض تکلیف یہ ہے کہ عباد اس کے تمیز کے ہیں تو تکلیف اس کے جسکے بند ہو	۹۵ اور جبکہ غرض تکلیف یہ ہے کہ عباد اس کے تمیز کے ہیں تو تکلیف اس کے جسکے بند ہو	۹۶ اور جبکہ غرض تکلیف یہ ہے کہ عباد اس کے تمیز کے ہیں تو تکلیف اس کے جسکے بند ہو

مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ
ایک لطف ہے بند و نکی حق بین اور نیر رسول و نکی حق بین کیونکہ غیا و کو اسکے وجہ سے رغبت اطاعت انبیاء کی ہو اور انبیاء شتاب ہونگے رسالت پر تو یہ عصمت واجب ہے۔	۹۸	ایک لطف ہے بند و نکی حق بین اور نیر رسول و نکی حق بین کیونکہ غیا و کو اسکے وجہ سے رغبت اطاعت انبیاء کی ہو اور انبیاء شتاب ہونگے رسالت پر تو یہ عصمت واجب ہے۔	۹۸
۹۹ اصل اس بیان میں کہ حضرت محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف رسول ہیں کیونکہ انہوں نے دعوے نبوت کیا اور بہت سے معجزات دکھائے۔	۹۹	۹۹ اصل اس بیان میں کہ حضرت محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف رسول ہیں کیونکہ انہوں نے دعوے نبوت کیا اور بہت سے معجزات دکھائے۔	۹۹
۱۰۰ اور یہ کہ اظہر معجزات قرآن ہے جبکہ باوجود طلب معارضہ کے اور باوجود کثرت فصاحت اور دوائی کے عرب اوسکے مثل پیش کرنے سے ہمیشہ عاجز رہے ہیں۔	۱۰۰	۱۰۰ اور یہ کہ اظہر معجزات قرآن ہے جبکہ باوجود طلب معارضہ کے اور باوجود کثرت فصاحت اور دوائی کے عرب اوسکے مثل پیش کرنے سے ہمیشہ عاجز رہے ہیں۔	۱۰۰
۱۰۱ تکملہ اس بیان میں کہ قرآن بوجہ کثرت علوم صحیحہ کے اور دیگر وجوہ سے بھی معجزہ ہے۔	۱۰۱	۱۰۱ تکملہ اس بیان میں کہ چونکہ مختلف زمانہ و زمین بہت سے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں تو اذکا ایمان لانا واجب ہے	۱۰۱
۱۰۲ تکملہ اس بیان میں کہ معراج جبرائیل حضرت رسول اللہ کے ممکن اور	۱۰۲	۱۰۲ تکملہ اس بیان میں کہ نازل کرنا کتب مضمن اوم و نواہی کا ایک لطف واجب ہے	۱۰۲

شاہد علی	مطلب	شاہد علی	مطلب	شاہد علی	
۱۰۸	مصلح پیر متفہم حج اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ایمان اوسکا بھی واجب ہے۔	۱۰۸	تکملہ اس بیان میں کہ جبکہ ہر زمانہ میں بعد نبی کے ضرورت ہدایت کے ہے تو ہر زمانہ میں ہونا امام کا واجب ہے۔	۱۰۸	اصل چونکہ نے عصمت امام غرض امامت حاصل نہیں ہو سکتے تو ضرور ہے کہ ہو امام معصوم۔
۱۰۹	۱۰۳ ہدایہ اس باب میں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ نبی ہیں تو وہ معصوم ہیں۔	۱۰۹	اصل اس بیان میں کہ ہر گاہ متفقہ اماموں کے رعایا کی جانب سے فساد کا خوف ہے تو واجب ہے کہ ہو امام ہر زمانہ میں ایک تمام دنیا میں تکملہ اس بیان میں کہ جبکہ نصب امام بغرض ہدایت خلق ہے تو واجب ہوگی معرفت اور اطاعت امام کے تمام خلق پر۔	۱۱۰	اور یہ کہ ہوں گے مخالفین امام فاسق اور مجاہدین امام کے کافر بموجب حد صحیحہ کے۔
۱۱۰	۱۰۴ اور جو وہ حضرت لائے ہیں اور اوسکے معارض عقل نہیں ہے اوس کے تصدیق واجب ہے۔	۱۱۰	اصل اس بیان میں کہ بعد نبی کے بغرض حفظ شرور و منادات اور بغرض ہدایت خلق اور نفاذ احکام الہی کے ہونا امام کا ایک لطف واجب اللہ تعالیٰ پر۔	۱۱۱	۱۱۲ اور یہ کہ ہوں گے مخالفین امام فاسق اور مجاہدین امام کے کافر بموجب حد صحیحہ کے۔
۱۱۱	۱۰۵ اور اوس میں سے جسکے معارض عقلی ہو سکا انکار جائز نہیں ہے بلکہ توقف کرنا چاہیہ تاکہ راز اوسکا ظاہر ہو۔	۱۱۱	۱۱۳ بدایہ چونکہ عصمت ایک مخفی ہے اور عباد اوسکو از خود نہیں جان سکتے	۱۱۲	۱۱۳ بدایہ چونکہ عصمت ایک مخفی ہے اور عباد اوسکو از خود نہیں جان سکتے
۱۱۲	۱۰۶ اور شریعت حضرت کی جو ناسخ تمام شریعتوں کی ہے اوسکی اطاعت و تعمیل ہمیشہ واجب ہے۔	۱۱۲	۱۱۴ اور یہ کہ ہوں گے مخالفین امام فاسق اور مجاہدین امام کے کافر بموجب حد صحیحہ کے۔	۱۱۳	۱۱۴ اور یہ کہ ہوں گے مخالفین امام فاسق اور مجاہدین امام کے کافر بموجب حد صحیحہ کے۔
۱۱۳	۱۰۷ اصل اس بیان میں کہ بعد نبی کے بغرض حفظ شرور و منادات اور بغرض ہدایت خلق اور نفاذ احکام الہی کے ہونا امام کا ایک لطف واجب اللہ تعالیٰ پر۔	۱۱۳	۱۱۵ اور یہ کہ ہوں گے مخالفین امام فاسق اور مجاہدین امام کے کافر بموجب حد صحیحہ کے۔	۱۱۴	۱۱۵ اور یہ کہ ہوں گے مخالفین امام فاسق اور مجاہدین امام کے کافر بموجب حد صحیحہ کے۔

مطلب	مطلب	مطلب	مطلب
حضرت علی ابن ابی طالب اور باقی ائمہ علیہم السلام پر موجود ہے تو بوجہ نص کے بھی امامت انحضرات کی ثابت ہے۔ ۱۱۸ ذکر اسمائے مبارکہ ائمہ ہدایت علیہم السلام بترتیب امامت۔	تو نص بجانب اللہ تعالیٰ یا نبی یا امام سابق کے ہر امام کے باب میں ضرور ہے۔ ۱۱۹ تکملہ اس بیان میں کہ اگر اختیار نصب امام کا رعایا کو ہو تو غلطیان اور فساد ممکن ہونگے تو رعایا کو اختیار نصب امام کا ہونا ممکن نہیں ہے۔	۱۱۵ مقدمہ جب کوئے زمانہ امام سے خالی ہے نہیں ہوتا تو جبہ اتفاق کہیں کیسے وقت کل اہل زمانہ اور نہو معارض اوسکے لئے عقل وہ ضرور حق ہے بنظر عصمت امام کے۔	۱۱۶ اصل اس بیان میں کہ جب اتفاق مخالفین سوائی دوازہ امام علیہم السلام کے کسیکے عصمت ثابت نہیں ہی تو ثابت ہے امامت ائمہ ہدایت علیہم السلام کے بوجہ ثبوت عصمت کے اور واجب ہوا انکے اطاعت سب پر۔
۱۱۹ تکملہ امام کو عطا ہونا قدرت معجزہ کا بفرض ہدایت ایک لطف واجب ہے اللہ تعالیٰ پر۔	۱۲۰ اور یہ کہ بہت سے معجزات ائمہ ہدایت علیہم السلام نے دکھلائے ہیں اور اسوجہ بھی امامت انکی ثابت ہے۔	۱۲۱ قائمہ سبب حرمان خلق کا حضور امام زمانہ سے ضرور ہے کہ ہو بجانب خلق کو ۱۲۲ اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے امام کو نصب کر دیا اور علت مانع اطاعت اکو رفع کر دیا اور اصل حقیقت اور ظاہر کر دے تو حجت اللہ تعالیٰ کی خلق پر قائم ہو گئے۔	۱۲۳ اور حیکہ حضرات فوج اور عیسیٰ اور خضر ۱۲۴ تکملہ اس بیان میں کہ بہت سے احادیث اور آیات میں نص امامت

مطلب

مطلب

۱۲۸ علیہم السلام کے حق میں طول عمر تھا
ہی تو استبعاد طول عمر امام زمان
میں درست نہیں ہے۔

۱۲۹ تکملہ جبکہ اختفا بھی حضرات عیسیٰ
و خضر علیہم السلام کے حق میں تھا
ہی تو استبعاد بوجہ اختفائے امام
بھی درست نہیں ہے۔

۱۳۰ تبصرہ جبکہ عباد انبیاء اور ائمہ ہدایا
علیہم السلام کے طرف تقلم و تآویب
میں محتاج ہیں تو واجب یہ کہ ہوں
وہ انبیاء اور ائمہ اعلم و اشجع تاکہ تعلیم
و تادیب کر سکیں۔

۱۳۱ اور جبکہ وہ معصوم ہیں اور بہتیم
کے معاصی سے پاک ہیں تو واجب ہے
کہ اقرب الی اللہ ہوں پس نسبت
دیگر عباد کے۔

۱۳۲ اور جبکہ امام رعیت نبی سے ہے تو
واجب ہے کہ ہوں افضل امام
سے۔

مطلب

مطلب

مطلب

۱۳۸ تکملہ صحابہ کے نسبت بہت سے آیات
و احادیث مدح اور بہت سے آیات
و احادیث ذم ہیں تو اولین ضرور
دونوں قسم کے اشخاص تھے۔

۱۳۹ اور یہ کہ صرف محدوحین صحابہ اول درجہ
کے نمونہ بنیچ نے چاہئے بموجب صحیح نتیجہ
اصول شیعہ و مسند کے۔

۱۴۰ اور یہ کہ اصل معیار صحابہ محدوحین کا
یہ ہے کہ جنہوں نے مخالفت احکام رسول
اللہ سے نہیں کی اور بموجب آپ کی وصیت
کے ہمیشہ تمسک قرآن اور سنت
رسول اللہ سے کیا ہے وہ صحابہ
محدوحین ہیں۔

فصل الرابع بیان معاد میں

۱۴۱ انسان کے خلقت اور اسکو عطا
علم و قدرت و ارادہ و اختیار اور تو
مختلفہ اور اسکو تکلیفات شاقہ کا
دیا جانا اور یہ قسم کے الطاف کا اسکو
شامل حال ہونا مثبت اس امر کے

شاہ مطلب

مطلب

ہیں کہ غرض اس کے خاص اویسیک
حق میں یہ ہے کہ وہ ایک کمال بزرگ
کسب حاصل کرے۔

۱۳۳ اور یہ کہ حصول اس کمال کا بغیر کسب
امکان نہیں تھا اور نہ اوس طرح ابتداء
اللہ تعالیٰ اوس کو خلق کرتا۔

۱۳۴ پس اوس کمال کے تحصیل کے لئے
ضروری ہے کہ وہ ایک مدت تک دنیا میں
رہے جو دار تکلیف و کسب ہے۔

۱۳۵ اور بعد ازاں ضروری ہے کہ وہ عاجز
و آخرت کے طرف رجوع کرے تاکہ عجز
تکالیف کا بھی پائے۔

۱۳۶ مقدمہ اس امر کے بیان میں کہ مصداق
انسان جو ہر محروم ہے اور عرض با جسم
یا جزو جسم نہیں ہے کیونکہ عرض کے
ساتھ اوس کا محل متصف ہوتا ہے اور
انسان کے ساتھ کوئے چیز متصف
نہیں ہوتے اور جسم اور جزو جسم متصف
علم کے ساتھ نہیں ہوتے ہیں اور

شاہ مطلب

مطلب

انسان ضرور علم کے ساتھ متصف ہوتا
۱۳۷ تکملہ اس امر کے بیان میں کہ قول راجح
یہ ہے کہ نفس ناطقہ انسانی جسمانی ہے۔

۱۳۸ اور یہ کہ مادہ خلقت نفس کی نسبت مختلف ہے
اقوال میں نگاہ قول راجح یہ ہے کہ اوس کا
افلاک اور کوکب اور انوار کے مادہ کے
مشابہ ہے۔

۱۳۹ تصریح اس امر کے کہ حقیقت نفس ایک امر
اسرار اللہ تعالیٰ سے ہے اور اوس کے نسبت
بہت سے کوئے قول قطعی ممکن نہیں ہے اور
زیادہ غور ضروری بھی نہیں ہے۔

۱۴۰ مقدمہ اس بیان میں کہ حشر اچھا و نام
ہے انسان کے اجزائے اصلی کے دو بار
جمع کرنے اور اوس کے بدن کے بدستور
سابق تالیف کرنے اور اوس کے روح
مدبرہ کو اوس کے طرف اعادہ کر کے اوس کے
پھر زندہ کر دینے کا۔

۱۴۱ اور یہ کہ امور مذکورہ سب ممکنات سے ہیں
اور اللہ تعالیٰ قادر ہوا و پرہیز حشر

صفحہ

شماره مطلب	مطلب	صفحہ	شماره مطلب	مطلب	صفحہ
	ممکن ہے۔		۱۱۲	اصل اس بیان میں کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے خبر دی ہے حشر اجساد کی پس حشر اجساد حق ہے۔	۱۱۵
	۱۱۳ اور جنت و نار جو محسوس ہیں اور جنکی خبر دی ہے انبیائے وہ خلق ہو چکے ہیں اور حق ہیں۔		۱۱۴	اور یہ کہ سوال منکر و نکر حق ہے۔	۵۰
	۱۱۴ اور عذاب قبر حق ہے۔		۱۱۵	اور عذاب قبر حق ہے۔	
	۱۱۶ اور صراط حق ہے۔		۱۱۶	اور پیش ہونا نامہائے افعال نیک و بد کا حق ہے۔	
	۱۱۸ اور گویا ہونا اعضاء کے انسان کا حق ہے۔		۱۱۹	اور سوائے اسکے جن حالات شرک و غیرہ خبر دی ہے انبیاء علیہم السلام نے سب حق ہیں۔	
	۱۲۰ اور اس بیان میں کہ عذاب و عذوبہ کا بعینہ حال ہے تو اقرار نہ ہوا۔		۱۲۱	تکملہ اس بیان میں کہ حشر اجساد کے کیفیت کی نسبت مختلف اقوال ہیں نیز	
۱۱۱	مکلفین کا اور نیز ان کے ارواح کا فروزہ		۱۱۲	اور یہ کہ آیات میں جو ہر شخص کے فنا و نہ ہرشی کے ہلاک ہونیکا ذکر ہے اوس سے اشارہ طرف اوسے تبدیل تالیف و مزاج کے ہے۔	
۱۱۲	سمخت اس شبہم فلاسفہ کے ذکر میں کہ حشر احوال ہے کیونکہ اگر بدن پھر مستعد ہو قبول نفس کے لئے تو اوس پر فیضان ہوگا ایک نفس کا مبداء فیاض سے اور اگر اعادہ کیجائے اوسکے طرف نفس سابقہ بھی تو لازم آئیگا اجتماع دو نفسوں کا ایک بدن میں یہ محال ہے۔	۱۱۳	۱۱۴	جواب شبہ مذکورہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے اور ممکن ہے کہ نہ فیضان کرے نفس جدید کو سوائے نفس سابق کے پس اجتماع نفسیں کا ایک بدن میں لازم نہ آئیگا۔	

شمارہ	مطلب	شمارہ	مطلب
	سے ایک وہ قول ہے کہ جسکو محقق علیہ الرحمۃ نے اختیار کیا ہے۔	۱۵۹	دو بارہ زندہ کنی جائینگے۔ تکملہ اس بیان میں کہ رجعت مثل حشر کے ۳۵ ممکن ہے اور احادیث اور آیات سے ثابت ہے پس وہ حق ہے۔
۱۵۵	دوسرا قول یہ ہے کہ صرف روحیں قیامت رہیں گی اور اجسام مشابہ اجسام سابق پیدا کر کے حشر کیا جائیگا۔	۱۶۰	اصل اس بیان میں کہ ثواب و عقاب جو موعود میں وہ دہی ہونگے۔
۱۵۶	تیسرا قول یہ ہے کہ صرف روحیں باقی رہیں گی اور پھر وہی پہلے ابدان بعینہ پیدا کر کے سب زندہ کئے جائیں گے۔	۱۶۱	اور جو مستحق ثواب علی الاطلاق کا ہوگا مثل صالحین کے وہ مخلد ہوگا جنت میں۔
۱۵۷	اور ایک قول آخر جو تنہا یہ ہے کہ صرف روحیں بعد موت باقی رہیں گی اور آخر کو قبل قیامت وہ بھی فنا ہو جائیں گے اور بروقت فرشتہ تعالیٰ انہیں ابدان سابقہ کو انہیں اجزائے اصلی اور انہیں تالیفون اور مزاجوں کے ساتھ اور انہیں روحوں کے ساتھ بعینہ باز زندہ کر کے محشر کرے گا۔	۱۶۲	اور جو مستحق عقاب علی الاطلاق ہوگا مثل کفار کے وہ مخلد فی النار ہوگا۔
۱۵۸	تقریر اس امر کے کہ کسی کیفیت خاصہ حشر کا اعتقاد ضرور نہیں ہے بلکہ صرف اس امر کا اعتقاد ضرور ہے کہ سب	۱۶۳	اور جو مستحق ہوں ثواب باعقاب کے مثل صبیان یا مجانین اور مستضعفین نہیں تحسن ہوگا کریم مطلق سے معذب کرنا اور نکال پس وہ بھی داخل جنت ہوں گے۔
		۱۶۴	اور جو حق کرے گا دونوں استحقاقوں کو تو اگر وہ عید عقاب اس کے حق میں بلا تمیز ہو گے تو ممکن ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے فضل سے اسکو عفو کرے۔
		۱۶۵	اور اگر نہ غضب ہوگا اسکو عفو یا کہ عفو ۵۴

نمبر	مطلب	نمبر	مطلب
۵۴	۱۱۷۰ اور یہ امر کہ پچھلے ثواب کیا جائے اور پھر عقاب ۵۴ کیا جائے یہ قول متروک ہے کوئی اسکا قائل نہیں ہے ۱۱۷۱ پس حق یہ مذہب ہے کہ اول عقاب کیا جائے پھر پھر ثواب دہنی عطا ہوگا۔	۱۱۷۱	ایسا ہو کہ اس کے حق تین وعید عقاب بالتعین ہو تو اس کے نسبت مختلف اقوال ہیں۔
۵۵	۱۱۷۲ تکملہ اس بیان میں کہ بنظر عدل اللہ تعالیٰ ولد الزنا بھی در صورت ایمان و افعال صالحی مستحق ثواب اور در صورت کفر و عصیان مستحق عقاب ہوگا۔	۱۱۷۲	۱۱۷۲ متشرعین سے وعید یہ عفو کو جایز نہیں سمجھتے ہیں مگر صغائر میں۔
۵۶	۱۱۷۳ بدایہ شفاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل کہا ہے کہ حقین ثابت ہے۔	۱۱۷۳	۱۱۷۳ اور ابو علی حنبلی کا قول یہ ہے کہ حبوط ہوگا یعنی استحقاق زائد استحقاق ناقص کو ساقط کہ دیگا اور خود کتبہ باقی رہیگا اور تا وہ سپردار ثواب عقاب ہوگا۔
۵۷	۱۱۷۴ تکملہ اس بیان میں کہ بہت سے آیات اور احادیث منقول ہیں جس سے شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر علیہم السلام کی بلکہ شفاعت کرنا مؤمنین صالحین کا ثابت ہے۔	۱۱۷۴	۱۱۷۴ اور اس کے بیٹے ابو یاسم کا قول ہے کہ موازنہ ہوگا یعنی یہ کہ استحقاق زائد میں بقدر ناقص کے بوجہ ناقص کے ساقط ہوگا اور مقدار فاضل پر مدار ثواب عقاب ہوگا۔
۵۸	۱۱۷۵ غائدہ اس بیان میں کہ ایمان وہی نفسانی کہ تا ہی اوس چیز کا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس کے تصدیق واجب پس اہل کہا مؤمنین ہیں اور بعض ایمان مستحق	۱۱۷۵	۱۱۷۵ ابطال اول و دونوں مذہبوں کا اس دلیل سے کہ استحقاق ایک امر اضافی و غیر موجود فی الخارج ہے پس اس کے تاثیر اور اس کا تاثیر غیر معقول ہے اور اس پر اس کے اور دلائل بھی مذکور ہیں۔

مطلب	مطلب	مطلب	مطلب
۱۶۴	اوعید یہ نے یہ تفسیر ایمان کی کی ہو کہ وہی تصدیق بقلب اور اقرار بہان اور عمل بذریعہ اعضا کے پورا و ظاہر ہو اس تفسیر کے بموجب اہل کبار و مؤمنین ہیں مگر یہ تفسیر زیادہ صحیح نہیں ہے۔	۱۶۵	فائدہ وحوش و طیور محصور ہونگے بغرض دینہ اونکے عوض آلام کے جیسا وعدہ ہواری قرآن میں۔
۱۶۸	اور یہ طرح مکلفین اور غیر مکلفین کو پہونچایا جائیگا عوض اونکے آلام کا اور جو وعدہ ہوا ہے اونکے حق میں	۱۶۹	اور یہ کہ سب کا ایک حساب صحیح اور حق کیا جائیگا۔
۱۷۰	ختم و نصیحت اس امر کے بیان میں کہ جو اوس حکمت کو مشاہدہ کرے گا جو اوسکی بنائے بہستی میں بڑا وسیع واجب ہوگا کہ اپنے غرض خلقت کو دریافت کرے اور نہمائے کرے اوس غرض کو اپنے افراط	۱۸۱	تکملہ اس بشارت عظمیٰ کے بیان میں کہ جنوں آیات قرآنی و احادیث کے مؤمنین صالحین جنت میں لکھا غیر متناہیہ از قسم غنیان اور خواجہ لطیفہ اور ازواج طیبہ وغیرہ عطا ہوگی۔
۱۸۲	وقع اس شعبہ کا کہ جنت میں ازواج کا ماننا اور پناہ صحبت ازواج کا خلاف شان عظمت جنت مطہر کہ ازواج طیبہ و حقیقت نعمت عظمیٰ ہیں بوجہ النس و محبت و نیز بوجہ صحبت کے۔	۱۸۳	اور جہانیا اور اولیا کو ازواج طیبہ عطا ہو
۱۸۴	ہیں دنیا میں اور خاص جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا عطا ہوئے ہیں تو استبعاد اونکی جنت تکلیفی کی نسبت بیجا ہے۔	۱۸۵	اور یہ کہ نعمائے جنت فی الجملہ صورت میں مشابہ ہوں گی نعمائے دنیا سے مگر اونکی لذت و کیفیت ہزاروں درجہ بڑھ ہی ہوئی ہوگی۔
۱۸۶	اور جو نعمائے جنت مذکور ہوئے ہیں انہیں میں نعمائے جنت منحصر نہیں ہیں اور کل نعمائے جنت کی تفصیل کو دریافت ہونا ممکن		

۱۸۶ اور یہ کہ ادنیٰ جتنی آدمی کو جو لطف حاصل

ہو گا وہ ایک بڑی شاہنشاہی کے

ابدی لطفوں سے بڑے ہوئے لطفوں پر مشتمل ہو گا۔

۱۸۷ خاتمہ متضمن القاس دعا و دعا خیر بحق

مؤمنین۔ تمت بالجیر

فہرست اہم مطالب حواری

۱ ایک عمدہ دلیل متکلمین کے توحید پر۔

۲ ابطال اس قول اہل سنت کا کہ صفات

حقیقیہ اللہ تعالیٰ کی غیر ذات اللہ تعالیٰ

اور وہ قدیم اور ازلی اور ابدی ہیں

۳ اور نیز ابطال اس قول اہل سنت کا

کہ کلام اللہ تعالیٰ از تم حروف و حوا

نہیں ہے۔

۴ ایک اور دلیل روشن اس امر کے

کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن نہیں ہے۔

۵ بیان تاویل اوس آیت قرآنی کا جس میں

یہ مذکور ہے کہ قیامت کے دن کچھ مومن

اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرتے ہونگے

اس طرح کہ مراد اوس سے معرفت کاملہ ہے۔

۶ اور دیگر تاویلات یہ مذکورہ۔

۷ بیان اس امر کا کہ اسمائے ثورہ کے ساتھ

ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کا زیادہ تر مقتضائی

احتیاط اور ادنیٰ ہے۔

۸ بیان اس امر کا کہ بندہ ذکوہ قدرت اور

ارادی غطا ہو جائے وہ بہت ناقص قدرت

ہے بمقابلہ قدرت اللہ تعالیٰ کے اور بہت

ضعیف اور حادث قدرت ہے اور باوجود

اللہ تعالیٰ کی طرف بندے سے ہر وقت اور

قدرت کے بقا اور اوس کے نفاذ میں

محتاج ہیں۔

۹ اور یہ کہ درحقیقت صحیح یہ قول ہے کہ نہ جبر

اور نہ تفویض ہے بلکہ ایک امر درمیان

درمیان میں ہے۔

۱۰ تنبیہ اس امر کے کہ ضرورت خلقت خلق

اور ضرورت خلقت جن و ملک پر استدلال

خاص مولف نے کیا ہے پس ثبوت کامل

اؤ کا اعتقاد کہ ناضرور نہیں مثل دیگر

شاخصہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ
	اعتقادات یقینی کے۔		ہوا اور بیجا شبیہ و حقیقت صفحہ ۲۴۸	۲۴۸
۱۱	چند دلائل عقلی وجود ملائکہ جن و شبیہ ۲۴۹	۲۴۹	یہ مگر غلطی سے صفحہ ۲۴۸ میں جھپٹا ہے۔	۲۴۸
	کے۔		۱۸ ذکر چند احادیث و آیات کا منجملہ اول احادیث کا	۱۸
۱۲	بیان اس امر کا کہ جہاں کہیں کہا ہے کہ ۳۶	۳۶	کے چچن امامت بارہ امام علیہم السلام کی ثابت ۴۵	۴۵
	اللہ تعالیٰ پر کوئی امر واجب اوس سے		۱۹ بطور نمونہ ذکر بعض معجزات کا منجملہ بہت سے ۴۴	۴۴
	مرا دیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے اختیار		معجزات ایمہہ ہد علیہم السلام کے	
	سے اور بموجب اپنے مقتضائے حکمت کے		۲۰ بیان اس امر کا کہ یہ سب معجزات اور نیز معجزات ۵۵	۵۵
	اوسکو اپنے اوپر واجب کرتا ہی نہ یہ کہ		حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ممکن	
	معاذ اللہ وہ اوسکے کرنے پر مجبور ہے۔		ہیں اور بخوبی ثابت ہیں اور اونسے رسالت	
۱۳	۱۳ ذکر اول آیات کا جو بموجب مذکور ہیں ۴۲	۴۲	حضرت رسول اللہ کی اور امامت ایمہہ ہد کے	
	شاید ہیں۔		بخوبی ثابت ہے۔	
۱۴	۱۴ علامہ دلیل مندرجہ متن کی ایک اور ۳۸	۳۸	۲۱ تعداد معجزات ایمہہ ہد علیہم السلام کے جو ۳۷	۳۷
	دلیل عصمت بخاک کی۔		کتاب مدنیۃ المعاجز میں مذکور ہیں۔	
۱۵	۱۵ بطور نمونہ ذکر سترہ معجزات کا منجملہ معجزات ۳۹	۳۹	۲۲ اور یہ کہ شواہد نبوت ملا جامی میں ۳۷	۳۷
	کثیرہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و		جو سنی ہیں بعض معجزات ایمہہ ہد علیہم	
	آلہ وسلم کے۔		السلام کے مذکور ہیں۔	
۱۶	۱۶ ایک اور دلیل عصمت امام کی۔		۳۳ ذکر اس امر کے بعض دلائل کا کہ نفس ناطقہ ۴۰	۴۰
	۱۷ او اور دلیلین اس امر کے کہ ممکن نہیں ہے ۳۸	۳۸	انسانی جسمانی ہے۔	
	کہ اختیار غضب امام کا مؤمنین کو حاصل		۳۴ ذکر اسکا کہ ترکیب انسان کی بجائے ۳۸	۳۸

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۲	۲۴ ذکر بعض ایسی آیات اور احادیث کا جنہی رجعت کا ثبوت واجب التسلیم ہے۔	۵۳	چار عناصر کے پانچ عناصر سے تسلیم کرنا لائق اعتراض نہیں ہے۔
۵۸		۲۵	جواب بعض دلائل تجرید و نفس ناطقہ کا انسانی کا۔

تمت بالخیر والعافیہ

وَاللّٰهُ يَجِدُكَ مِنْ تَشْيِئِ الْاَلِ حَرَامٍ اَمْسَقِي

سدا الحمد والمنه کہ یہ سالہ کثیر النفع جو اصول دین میں اور جو عمدہ
تصنیفات فاضل جلیل و عالم بیحدیل مولو سید محمد علی حسن
ادام اللہ فیضہ اجمیل سی ہے اور جسکا نام می

مَنْجُ الْوُصُولِ فِي الْأَصُولِ الفُصُولُ فِي الْأَصُولِ

بہی خاص بغرض افادہ و استفادہ عامہ مومنین شیعہ
اہل ہند کی بسعی و حسن اہتمام خیر خواہ مومنین
سید عابد علی رضوی مالک و مہتمم مطبع
مطبع عشرہ واقع محلہ زینچ شہر مدینہ چانپا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ظهرت في كل شيء دلائل توحيده وقد رقت
وتجلت من كل موجود آثار عدله وحكمته وتلاذت من كل
مخلوق انوار جلاله وعزته وطلعت من كل صنوع آيات كماله
وعظمته والصلاة والسلام على الاصفياء الذين هم مظاهر
كماله وكرامته من انبيائه ورسله واوليائه وملائكته
لا سيما على رسوله وحبيبه وخبر خلقه وبريته محمد
المخصوص بختم نبوته ورسالاته وعلى ابن عمه وصيه الذي
هو باب مدينة علمه وحكمته ومولى كل مؤمن ومؤمنة

من امتہ وعلی الائمة المہدیین من عترتہ وذریعہ
 الطیبین الطاہرین المخصوصین بجلالہ کرامتہ و مکارم خلافہ
 وعلی اصحابہ المجاہدین فی نصرتہ واعلاء کلمتہ والتمسکین بما
 ترک فیہم من الثقلین من الکتاب الفریز و عترتہ صلوٰۃ دائمة
 زاکیۃ نامیۃ الی یوم القیمۃ الذی ہو یوم عدل اللہ ورحمتہ
امابعد حقیر سراپا تقیہ نگ کوثرین السید محمد شمس الدین حسین
 المعروف بابیہ محمد علی حسن ابن المولوی السید محمد امجد علی کئی و مدنی اصلاً و شرفاً
 و دواہی نسباً و علی پوری و بیرونی و فتح پوری مولداً و موطناً و کنسوی معاشاً
 و مسکناً عفا اللہ عنہ و عن والدیہ یوم الدین و حشرہم فی ذریعۃ
 موالیہم الطاہرین و ساداتہم الطیبین خدمت برادران ایمانی من
 یہ عرض پرداز ہے کہ ہر گاہ علم کلام اجل و اشرف علوم میں سے ہے
 جسکے ذریعہ سے علم یقینی بدلائل قطعی عقائد دینی کا حاصل ہو سکتا ہے
 علی الخصوص وہ جزاؤں کا جو اصول دین سے متعلق ہے اور بنجواسے
 طلب لعلہ فریضۃ علی کل مسلم الا ان اللہ یحب بخاۃ العلم تحصیل و تکمیل
 او سکی حتی الوسع ہر صاحب ایمان پر واجب و لازم ہے اور زبان اردو میں
 کوئی ایسا عمدہ رسالہ او سکا جس سے نفع ہر خاص و عام باہل طرق ممکن ہو
 موجود نہیں ہے بدین وجہ ایک مدت دراز سے میں اس فکر میں تھا کہ ایک
 عمدہ رسالہ ایسا اس علم میں دیا کروں مگر بوجہ عذر دیدہ یہ امر آج تک ممکن

نہیں ہوا لیکن جبکہ مجھ کو بحالت بعض تالیفات کی بعض مقامات پر مباحث
 کلامیہ کی تحریر و تحقیق کی ضرورت ہوئی اور اسوجہ سے مجھ کو اسکی ضرورت
 زیادہ تر دریافت ہوئی کہ موسنین ہند کے لئے کوئی ایسا رسالہ مرتب کیا جا
 اور اتفاقاً ایک دوست کے ایما کے بموجب میں نے اس رسالہ شریفیہ پر
 بغور نظر کی جسکو مولای اعظم و امام اکرم افضل المحققین سند العلماء المتبحرین
 نصیر الملتہ والدین محمد بن محمد بن الحسن الطوسی اعلی اللہ مکانہ ووسع له
 جنانہ فی چند اوراق میں بکمال ایجاز و اختصار تصنیف کیا تھا اور نام و کما
الفصول فی الاصول رکھا تھا اور جو دراصل زبان فارسی میں تھا
 اور جسکا بعض علمائے خاص بنظر افادہ اہل عرب کی عربی میں ترجمہ کیا تھا
 تو کتاب مذکور کو میں نے قدر ضروری و اہم امور علم مذکور پر محتوی پایاؤ
 بوجہ اسکے ایجاز و اختصار کے افادہ موسنین ہند میں اسکو عظیم النفع
 تصور کیا لہذا تصنیف رسالہ جداگانہ کو بشرط افضال و توفیق اللہ تعالیٰ
 زمانہ آئندہ پر موقوف رکھ کر سر دست بغرض نفع عام موسنین اس امر کو
 ضروری خیال کیا کہ رسالہ مذکور کو زبان اردو میں ترجمہ اور اس میں مناسب
 توضیحات اور اضافات مندرج کر کے نذر اجباب کروں لہذا میں نے خاص
 اسی مطلب سے اس رسالہ کو تحریر کیا ہے اور نام اسکا منہج الوصول
فی الاصول علی منوال الفصول فی الاصول رکھا ہے

نفعنا اللہ وسائر المؤمنین بما فی الدنیا والآخرۃ
 وھذا نوا یاھم للتمسک بسادتنا الطیبین ورزقنا وایامہ
 الحشر مع موالیدنا الظاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین **ایوم الدین**
 اور یہ رسالہ چار فضلوں پر متضمن ہے اور جو مسائل میں اضافہ کئے ہیں ان کو
 ابتداء میں لفظ اضافہ یا تکملہ یا تمہید مناسب کی استعمال ہوئی ہے تمہید
مناسب اول اللہ تعالیٰ کی معرفت جیسا بتوجہ بہت سی آیات
 قرآنی و احادیث نبوی و ائمہ طاہرین علیہم السلام کے واجب ہی اوسیر
 اس دلیل عقلی سے بھی واجب ہی کہ جب انسان اپنے وجود پر اور ان
 نعمائی کثیرہ پر جو اس کے شامل حال میں نظر کرتا ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ
 کوئی اس کا بنانے والا ہے جس نے اس کو کمال حکمت و صنعت بنایا ہے اور
 جب وہ حکیم ہے تو چونکہ فعل حکیم کا حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا
 تو اب اس کو ضروریہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی
 غرض کے واسطے پیدا کیا ہے تو اگر اس غرض کے موافق یہ کام نہ کرے
 تو ممکن ہے کہ اس وجہ سے اس کا بنانے والا اس سے ناراض ہو پس
 اس کو بغرض دفع اس خوف کے کیونکہ دفع خوف کا ضرور بالبداء ہے و جب
 اولاً اللہ تعالیٰ کی معرفت اور بعد از آن دریافت کرنا اپنی اعراض و خلقت
 واجب ہوگا تمہید مناسب دوم اصول دین کا علم یقینی حاصل کرنا

ضرور ہی صرف ظن و گمان کافی نہیں ہے جیسا کہ خوف خطا کا باقی رہتا ہے
 پس اصول دین میں سے جو بھی نہیں ہو اس کا بدلیل یقینی جانا ضرور ہے اور چونکہ فرض
 کسی کے قول کے بموجب ایک امر کا جان لینا تقلید ہے اور ایسی تقلید صرف گمان
 اور ظن کو کافی ہوتی ہے اور یقین کے لئے نہیں ہوتی اسوجہ سے اصول دین کے
 علم میں تقلید کافی نہیں ہے باقی یہ امر کہ کس قسم کے دلائل یقینی سے جانا ضرور
 اس باب میں صحیح امر یہ ہے کہ بموجب اختلاف فہم مکلفین کی یہ وجوب بھی مختلف طور
 پر ہوتا ہے بدلائل علم کلام اہل علم کو اور جو ایسے اشخاص ہو کہ دلائل مذکورہ کو
 سمجھ سکتی ہوں اصول دین کا جانا واجب ہے اور خاص اس قدر قدرت تامہ
 حاصل کرنا کہ رفع معظم شعبات قدرت حاصل ہوں خاص علماء پر واجب کفائی ہے
 اور جو سب پر واجب ہے اور جو ایمان کے لئے کافی ہے اور بہت سہل دلیل ہے
 وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوی نبوت کا کیا اور اسکی تصدیق کے لئے
 معجزات کثیرہ دیکھلائی اور اسکی ایسے لوگوں نے اور اس کثرت سے گواہی دی
 کہ انکا واقع ہونا ضرور ایک مر یقینی ہے اور یہ مقدمہ بھی یقینی ہے کہ جس سے
 ایسے معجزات ظہور میں آئیں وہ ضرور سچا ہوتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ ضرور سچے تھے پس جو ہدایتیں انہوں نے فرمائیں وہ سب سچی ہیں اور
 اصول دین کے باب میں جملہ اعتقادات اصولی بموجب انکی ارشاد کے یا انکے
 اس میں سے اسقدر ضرور بالیقین بموجب ارشاد انحضرت کی معلوم ہوئے

ہیں جو علماء شیعہ میں اختلافی نہیں ہیں پس ایسے اعتقاد ضروری اور یقینی
ہیں اور اس قدر دلیل سے جتنا اصل ایمان کے لئے کافی ہے اور بعد اس کے
وجوب علم دلائل بحسب اختلاف طبائع تکلف ہوگا اور باوجود قدرت قدر
واجب حاصل نہ کر نی کی وجہ سے آدمی عاصی مگر اصل ایمان سے محروم ہوگا
فصل اول بیان توحید میں اصل جس شخص کو حاصل ہوتا ہے ادراک
یعنی علم کسی شے کا بذریعہ حواس کے حاصل ہوتا ہے اوسکو ادراک اوس شے
وجود کا کیونکہ وہ بالضرورت یعنی بالبداهت جانتا ہے اس بات کو کہ جو شے مدرک
یعنی معلوم ہوتے ہے بذریعہ حواس کے وہ موجود ہے اور جو نہیں موجود ہے
وہ نہیں مدرک یعنی نہیں معلوم ہوتے بذریعہ حواس کے اور جبکہ وجود ایسے
شے مدرک یعنی معلوم کا ضرور ہے یعنی بدیہی ہو تو مطلق وجود بھی ضرور ہے
یعنی بدیہی ہو کیونکہ یہ مطلق جزا و سکا ہو اور ضروری یعنی بدیہی ہونا مرکب کا مستلزم
ضروری یعنی بدیہی ہونی کو اوسکے اجزاء کے پس یہ مطلق وجود نہیں محتاج کسی
تعریف کا اور جس شخص نے تعریف کی ہے جو وہ کے تو تعریف کی ہر ساتھ اسے
تعریف کی جو معلوم ہوتی ہے بسبب وجود کی یا کہ جبکا علم حاصل ہوتا ہو ساتھ علم وجود
اور اذ کیا ایسی تعریف کو مستحسن نہیں جانتے تقسیم وجود شے کا یا آنکہ بسبب اس کے خیر کے ہوگا
یا بسبب اس کے غیر کے ہوگا اور اول یعنی جبکا وجود بسبب غیر کے ہو ممکن ہے اور دوم یعنی
جبکا وجود بسبب نہ وہ واجب اور جو نہ مستحسن نہیں اور نہ ممکن جبکہ ہوا وجود اسکا بسبب

غیر کے توجہ نہ اعتبار کیا جائے اور غیر کا تو نہ ہوگا اور اس ممکن کے لئے وجود اور
 جبکہ نہ ہو اور اس کے لئے وجود تو نہ ہوگا اور اسکی غیر کے لئے اسکی سبب سے وجود
 بوجہ محال ہوئی اس امر کے کہ معقولہ وجود ہو کسی وجود کا محکمہ مناسب وجود ^{تعالیٰ}
 یعنی موجود ہونا اسکا بذریعہ ہی کیونکہ بمعائنہ اسکی انار قدرت کی دریافت
 ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جو شخص خود اپنے وجود اور وجود اجسام پر اور جو صناتم
 او عین ہیں او پیر نظر کری یہ دریافت کر سکتا ہے کہ کوئی حکیم دانانہ بنا نیوالا اسکا
 اور ان اجسام کا ہر اور گو بظاہر یہ علم بذریعہ دلیل مقصور ہوتا ہے اور اس
 سبب سے یہ مسئلہ بظاہر نظری ہی مگر درحقیقت یہ جو دلیل سمجھے جاتی ہے وہ یک
 تنبیہ ہے اور کسی علم کا محتاج تنبیہ ہونا خلاف اسکی بجاہت کے نہیں ہے
 اصل ^{تلف} جو شخص کہ جانی کا حقیقت واجب اور ممکن کو بطرح کہ بیان کی گئے
 وہ جان لیگا بادی فکر کہ اگر واجب الوجود موجود نہ ہوتا تو کسی شے کا ممکنات سے
 اصلا وجود نہ ہوتا کیونکہ موجودات اسوقت ^{تلف} میں سب ہوتی ہیں ممکنات اور ممکن
 کیلئے نہیں ہے وجود بسبب اسکی ذات کی اور نہ اسکی غیر کے لئے
 وجود اسکی سبب سے پس ضرور ہے وجود واجب الوجود کا تا کہ حاصل ہو
 اسکی سبب سے وجود ممکنات کا ہدایت واجب الوجود جبکہ نہوا وجود
 اسکا بسبب اسکی غیر کے تو وہ واجب الوجود ہوا بغیر اعتبار اپنے غیر کے
 پس نہیں ممکن ہے کہ فرض کیا جاوے عدم اسے واجب الوجود کا اور ہر

اعتبار سے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ بائی اور ازلی اور ابدی اور سرمدی ہے
 اور باعتبار اس امر کے وجود ان اشیاء کا جو سوا اوس کے ہیں بسبب اوس کے
 ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ صانع اور خالق اور باری اور مصور ہے ^{تکامل} متناہی
 اللہ تعالیٰ قدیم ہے کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور جو ایسا ہو وہ قدیم ہے
 اصل بعد از ان جب فکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس شی کی ذات میں
 کثرت ہو گو وہ کثرت بطور فرض کے ہو وہ محتاج ہوتا ہے اپنی غیر کا کیونکہ وہ محتاج
 ہوا اپنے آحاد یعنی اجزاء کا اور احاد اوس کے غیر اوس کے ہیں پس جو شئی ایسی
 ہو کہ اوس میں کثرت ہو یا اوس میں بہاقت قبول قسمت و تقسیم کے ہے وہ ممکن
 اور منعکس ہوتا ہے یہ تفسیر بعکس نقیض طرف اس قول کے کہ جو شئی نہیں ہے
 ممکن نہیں ہے متکثر یعنی نہیں ہے اوس میں کثرت پس واجب الوجود واحد ہے
 جمیع جمات و اعتبارات سے اصل حقیقت واجب الوجود کے امر واحد بنی
 ہے کیونکہ وہ مدلول ہے دلیل یعنی عنوان واحد کے اور وہی متعین ہونا اوس کے
 عدم کا ہے پس اگر فرض کیا جائے اوس میں سے زیادہ ایک ذات سے جو ممکن
 ہوں گی حقیقت واجب میں اور باہم متناہی ہوں گی بسبب کسی اور امر آخر
 پس لازم آئیگا مرکب ہونا ہر واحد کا مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے
 یعنی ہر واحد میں اس صورت میں دو چیزیں ہوں گے ایک وہ کہ جس میں
 وہ سب مشترک ہیں اور ایک وہ جس کے وجہ سے وہ باہم متناہی ہیں اور جو

مرکب ہے وہ ممکن ہے پس نہونگے وہ جو واجب مرض کئے گئے تھے واجباً اور
 یہ خلاف مفروض ہے پس اس صورت میں نہیں موجود حقیقت واجب ہے
 مگر فوات واحد ہمدایہ ہر تخیل یعنی جسکا وجود کسے مکان میں ہو محتاج ہے
 اپنے چیز اپنے مکان کا اور عرض یعنی جو ممکن کہ وجود اسکا قائم ساتھ کسے
 محل کے ہو محتاج ہے طرف اپنے محل کے اور چیز اور محل غیر ہیں تخیل اور عرض کے
 تو نہونگا واجب الوجود محتاج نہیں ہونا غیر کا تخیل اور نہ عرض اور جس شے
 کی جانب اشارہ جسی کیا جائے وہ تخیل یا عرض ہو تو نہیں واجب الوجود ایسا کہ
 اس کے جانب اشارہ جسی کیا جائے تبصرہ معنی جو عقل میں آتی ہیں لفظ
 حلول سے وہ ہونا ایک موجود کا ہے ایک ایسے محل میں کہ جس کے ساتھ وہ شے
 قائم ہو پس واجب الوجود جو قائم بذاتہ ہے تو محال ہے واجب الوجود پر یہ کہ
 حلول کرے وہ کسی شے میں اور محل ایسا تخیل ہے کہ حلول کرے میں اوس میں
 اعراض پس واجب الوجود چونکہ نہیں ہے تخیل محال ہے اوس میں حلول اور اضر کا
 تکملہ مناسب اللہ تعالیٰ جسم نہیں ہے کیونکہ ہر جسم مرکب ہے اور اللہ
 تعالیٰ مرکب نہیں تکملہ والدہ جسم انسانی ہے کہ جس کے بعض اجزا سے ایک
 دوسرا جسم انسانی پیدا ہوا اور یہ دوسرا جسم انسانی ولد کہلاتا ہے پس
 اللہ تعالیٰ کسی کا والد یا ولد نہیں ہے کیونکہ وہ جسم نہیں اور باطل ہوا
 قول اوں مضار سے کا جو اللہ تعالیٰ کو والدہ حضرت عیسیٰ کا اور حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو ولد اللہ تعالیٰ کا اور آئینہ بھی کہتے ہیں اور اگر مرتبہ روحانی حضرت
 عیسیٰ کو اللہ کہتے ہیں تو وہ بھی بموجب صحیح قول کے جسم ہے مکملہ اللہ بقائے
 محل کسی شے کا نہیں ہے کیونکہ اگر محل ممکنات کا ہو تو وہ حوادث ہیں پس اسکا
 ہونا محل حوادث کا لازم آئیگا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ صریح نقص ہے اور اگر
 محل کسی واجب کا ہو تو نقد واجب الوجود کا لازم آئیگا اور یہ بھی محال ہے مکملہ
 کوئی شے اللہ تعالیٰ کی سوا قدیم نہیں ہے کیونکہ جو سوائے خدای تعالیٰ کے
 جو وہ ممکن ہے اور جو ممکن ہے وہ حادث ہے مکملہ اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقہ بہ
 عین ذات ہیں کیونکہ اول تو اگر یہ صفات غیر ذات ہوں تو اگر ممکن ہوں تو
 اللہ تعالیٰ کا محل حوادث ہونا لازم آئیگا اور اگر وہ واجبات ہوں تو نقد واجبات کا
 لازم آئیگا یعنی کئے واجب الوجود پائی جائینگے اور یہ محال ہے اور دوسرے
 اگر وہ صفات نقص ہوں تو لازم آئیگا اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا ساتھ صفات
 نقص کے اور یہ محال ہے اور اگر صفات کمال ہوں تو لازم آئیگا خالی ہونا اللہ تعالیٰ
 اپنے مرتبہ ذات میں کمال سے اور محتاج ہونا اپنے کمال میں طرف غیر کے
 اور یہ بھی محال ہے اضافہ اللہ تعالیٰ کے چیز سے متاثر نہیں ہوتا یعنی کوئی
 چیز اس میں اثر نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ایسا ہو تو وہ محل حوادث ہو جائے
 اور یہ محال ہے تبصرہ معنی مفہوم اتحاد کے ہو جانا دو شیوں کا ہے شے واحد
 اور وہ محال ہے عقلاً کیونکہ دونوں ایک ہو گئے تو دو نہیں رہے اور وورے

میں تو ایک نہیں ہوتے کلمہ متضمن ہو عظمہ ساتھ پس جو لوگ حضرت عیسیٰ
 علی نبیا وعلیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے متحد ہونیکے قائل ہیں یا امتد قائل ہیں کے
 حضرت عیسیٰ میں حلول کرنیکے قائل ہیں ان کا قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے
 کہ اتحاد اللہ تعالیٰ کا کیسے ساتھ اور حلول کرنا اللہ تعالیٰ کا کسی عین درست نہیں
 کلمہ متضمن معرفت جو اکثر صوفی لوگ وحدت وجود کے قائل ہیں ان کا
 قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے کہ اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر
 شئی کے ساتھ اتحاد کرتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی میں حلول کرتا ہے تو یہ
 قول اسوجہ سے صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اتحاد کسی شئی سے یا اللہ تعالیٰ کا
 حلول کسی شئی میں ممکن نہیں ہے بلکہ صریح محال ہے اور اگر ان کا مطلب یہ ہے
 کہ موجود صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور تمام اشیاء معدوم ہیں صرف
 اللہ تعالیٰ کی ذات میں کچھ اعتبارات و قیود عدمی لگنی سے تمام اشیاء کا وجود محض
 اعتباری اور غیر حقیقی پیدا ہوتا ہے تو یہ قول صریح مخالف ہدایتہ کے ہے کیونکہ وجود
 حقیقی اشیاء کثیرہ کا یہی ہے اور علاوہ ازیں اس طرح یہ صوفی لوگ منکر اللہ تعالیٰ
 کی رازق اور خالق اور قادر اور حکیم اور رحیم ہونے اور بہت سے محسوس کمالات
 اللہ تعالیٰ کے ہیں اور خدا محفوظ رکھے اوس معرفت سے کہ خدا کی بڑے بڑے
 کمالات اور بڑی بڑی سلطنتوں کے معرفت کہو وہ کلمہ متضمن کلیم تقویٰ
 جن لوگوں کے کلام سے اتحاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جناب

امیر علیہ السلام یا باقی ائمہ علیہم السلام کا ساتھ اللہ تعالیٰ کے ثابت ہوتا
 یا حلول اللہ تعالیٰ کا حضرات میں ان کے قول سے پایا جاتا ہے ان کے
 اقوال بھی اسوجہ سے نادرست ہیں کہ اتحاد اللہ تعالیٰ کا کیسے ساتھ
 یا حلول اللہ تعالیٰ کا کسی میں ممکن نہیں ہے تبصرہ الم اور لذت تابع ہیں
 مزاج کی اور مزاج عرض ہے تو جبکہ واجب و محال اعراض کا نہیں ہو سکتا تو
 تو محال ہے واجب الوجود پر الم و لذت تبصرہ ضد ایک عرض ہے کہ بعد از
 عارض ہوا و سکے محل کو ایک اور عرض جو منافی ہو عرض اول کی لئے اور نہ وہ
 شئی ہے کہ ایک دوسرے شئی کی مشارک ہو حقیقت میں اور یہ ثابت ہو چکا ہے
 کہ واجب الوجود عرض نہیں ہے اور نہ کوئی اور شئی مشارک اوسکے ہے
 اوسکے حقیقت میں پس واجب الوجود کی لئے نہ کوئی ضد ہے نہ مذ ہے
 تکملہ تنویر جو لوگ ظلمت نور کو یا اون میں سے ایک کو شریک اللہ تعالیٰ کا
 خلق اشیاء میں سمجھتے ہیں ان کے قول کا غلط ہونا اسوجہ سے بھی ثابت ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک اور نہ نہیں علاوہ ازین ظلمت و نور ممکنات سے
 ہیں پس وہ خالق نہیں ہو سکتے ہیں اصل یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وجود ممکن کا
 بسبب اوسکے غیر کے ہوتا ہے پس ہر وقت ایجاد ممکن کے نہ ہوگا ممکن ہو جو
 اسواسطیکہ ایجاد موجود کا محال ہے پس ہوگا ممکن اسوقت معدوم پس
 وجود ممکن کا مسبوق یعنی مؤخر ہے اوسکے عدم سے اور ایسا و ہر

ہر کا عدم اور سپر سابق ہو حدوث کہلاتا ہے اور ایسا ہو جو محدث اور حادث
 کہلاتا ہے پس حکما ہو قائل ہیں کہ حوادث غیر متناہی کا وجود ہوا ہے اور ہر
 محال ثابت کرنا محتاج نہیں ہے بیان طول کا بعد اسکے کہ ثابت ہوا ممکن
 ہونا حوادث کا جو مقصد اولیٰ حادث ہوتا اور عدم سابق کا ساتھ اور جس سے
 لازم آتی کہ اسے حوادث کے مقصد سے ہر مؤثر یا اثر اور مکاتیب اور اسکے
 مقصد اور داعی یعنی خواہش اور ارادہ کا ہو گا یا نہیں ہو گا بلکہ ثانی ہو گا اور
 مقتضائے طبیعت کا اور قسم اول کا نام قادر اور قسم دوم کا نام موجب و اثر
 قادر کا مؤثر ہو گا اپنے عدم سے کیونکہ داعی یعنی خواہش یا ارادہ کرنا اور اثر
 خواہش کرنا اگر ایجاد عدم کا کیونکہ ایجاد موجود اور تحصیل حاصل محال ہے
 اور اثر موجب کا اسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے زمانہ میں کیونکہ اگر اثر موجب کا
 مؤثر ہوا اس سے زمانہ میں تو ہو گا جو دائرہ مذکور کا ضرور ایک خاص زمانہ میں
 سوائے دوسرے زمانہ کے پس اگر موقوف نہ ہو کہسے اور شئی پر سوائے مؤثر
 مذکور کے تو ترجیح ہلام ح لازم آئیگی اور اگر موقوف ہو گا اثر مذکور کے
 اور شئی پر سوائے مؤثر مذکور کے تو ترجیحاً مؤثر مذکور ہو شریعہ نام اور یہ خلاف
 غرض کے ہے کیونکہ مؤثر مذکور نام فرض کیا گیا تھا نتیجہ واجب الوجود
 جو مؤثر ممکنات میں ہے اگر ہوتا موجب تو ہر ائینہ ہوتے ممکنات قدیم کیونکہ
 دریافت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور اثر موجب کا اسکے ساتھ

ہوتا ہے ہر زمانہ میں اور لازم یعنی ممکنات کا قدیم ہونا باطل ہے کیونکہ یہ ثابت
 ہو چکا ہے کہ ممکنات حوادث ہیں پس لازم یعنی واجب الوجود کا مؤثر موجب
 ہونا بھی اور سب طرح باطل ہے الزام واجب الوجود فلاسفہ کی نزدیک ہو کر
 موجب ہے اور ہر مؤثر موجب جدا نہیں ہوتا اگر اوسکا اوس سے پس لازم
 آیا یہ الزام فلاسفہ پر کہ جس وقت کوئی شئی عالم ممکن سے معدوم ہو جائے تو معدوم
 ہو جانے واجب الوجود کیونکہ عدم اس شئی کا بسبب عدم کسی ایسے شئی کے
 ہو گا جو شرط اوسکے وجود کے ہو یا آنکہ بسبب عدم کسی ایسی شئی کے جو ہر وقت
 اوسکا ہوا اور کلام کیا جائیگا سب طرح عدم میں اس شرط اور جزو سبب کے کہ
 آیا عدم اوسکا بوجہ عدم کسی شرط یا جزو یا سبب کے ہوا یا آنکہ منتہی ہو طرف واجب الوجود
 کی کیونکہ موجودات تمام ما منتہی ہوتے ہیں سلسلہ حاجت میں طرف واجب الوجود
 کی پس لازم آئیگی انتہا اس شئی مفروض کے عدم کی طرف واجب الوجود
 لذاتہ کے اور کجہ اندہ فلاسفہ کو نہیں مفر ہے اس الزام سے نقص فلاسفہ
 کہا ہے کہ واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد اور جو شبہ اوہون نے
 بطور دلیل اس دعویٰ پر ذکر کیا ہے وہ مرتبہ غایت رکاکت میں ہے اور اسی
 وجہ سے وہ قائل ہوئے ہیں کہ نہیں صادر ہوتی ہے باری تعالیٰ سے بلا واسطہ
 مگر عقل واحد اور عقل میں کثرت ہے اور وہی ماہیت عقل کی ہے اور وجوہ
 بالغیر اور اسکا اور عقل واجب یعنی علم واجب کا تعقل اوس کے

ذات کا یعنی علم اپنی ذات کا ہے اور اسی سبب سے صادر ہوئی ہے عقل مذکور سے
 ایک عقل آخر اور نفس اور فلک جو مرکب ہے ہیولے اور صورت سے اور لازم
 آتا ہے اور ان پر یہ الزام کہ جو وجود موجود فرض کرین عالم میں ہوگا ایک اور نہیں سے
 علت واسطی دوسرے کے ہوا سطح یا بغیر واسطہ اور علاوہ ان بن تکثرات جو عقل میں
 ہیں اگر موجود ہونگے اور صادر ہونگے بارے تعالیٰ سے تو لازم آئیگا صدور انہیں
 تکثرات کا واحد سے اور اگر وہ صادر ہوں بغیر واجب سے تو لازم آئیگا تعدد واجب کا
 اور اگر موجود نہ ہونگے تو نہ ہونگی تاثیر ان کی موجودات میں معقول اصل یہ تھا
 یہ چکا کہ فعل باری سبحانہ تعالیٰ کا تابع اس کے ارادہ کا ہو اور جو ایسا ہو
 قادر ہو کل مقدرات پر اور عالم ہوگا اور نہیں کل مقدرات کا کیونکہ
 ارادہ وہی شعور ہے مصلحت ایجاد یا مصلحت ترک ایجاد کا اور واجب ہے کہ
 عالم ہو کل ممکنات کا اور قادر ہو کل ممکنات پر کیونکہ تعلق علم باری تعالیٰ اور اس کے
 قدرت کا ساتھ بعض اشیاء کے سوائے بعض کے تخصیص بغیر محض ہے
 نقص و جواب شبہہ فلاسفہ فی کہا ہے کہ باری تعالیٰ کو نہیں ہوتا ہے
 علم جزئی زمانی کا ورنہ لازم آئیگا ہونا باری تعالیٰ کا محل حوادث کا کیونکہ علم حصول
 ایسے صورت کا ہے جو مساوی معلوم کی ہوا ذات میں عالم کے پس اگر
 فرض کیا جائے علم باری تعالیٰ کا ساتھ جزئی زمانی کے اوپر ایک وجہ خاص کے
 اور بعدہ تغیر ہو وہ جزئی تو اگر باقی رہے وہی صورت اولیٰ حسب طرح پر کہ تم

تو ہو جائے علم جبل اور اگر نہ باقی رہے صورت اور سطح پر کہ تھکی تو ہوگی
 ذات باری تعالیٰ کے محل ایسی صورتوں کی جو تغیر ہوتے ہیں بسبب تغیر جزئیات
 زمانہ کے اور یہ کلام مناقض اس کے اس قول کی ہے کہ علم علت کا موجب ہے
 علم معلول کا اور یہ کہ ذات باری تعالیٰ علت ہے جمیع ممکنات کے اور یہ کہ باری تعالیٰ
 عالم ہے اپنی ذات کا اور عجب یہ امر کہ انہوں نے باوجود دعویٰ ذکاوت و فطنت کی
 کیونکہ غفلت کی ہے اس تناقض کے رفع سے پس وہ پانچ امردن کی در بیان
 میں محصور ہیں۔ یا ثابت کریں جزئیات زمانہ کے لئے علت کہ نہ منتهی ہو سلسلہ
 میں طرف علت اولیٰ یعنی باری تعالیٰ کے۔ یا آنکہ نہ گردانین وہ علم علت کو نہ تو
 واسطی علم معلول کے۔ یا آنکہ اعتراف کریں عجز کائنات میں اس امر کے کہ
 باری تعالیٰ عالم ہے اپنی ذات کا۔ یا آنکہ نہ قرار دیں علم کو حصول صورت مساوی
 معلوم کا عالم میں۔ یا آنکہ جائز رکھیں ہونا باری تعالیٰ کا محل حوادث کے لئے
 اور جو اب شبہ فلاسفہ کا یہ ہے کہ جو ذکر کیا ہے انہوں نے نہیں لازم
 آتا مگر اس تقدیر پر کہ علم باری تعالیٰ زائد ذات بارے پر ہو یعنی علم بارے
 ایک صفت غیر ذات باری تعالیٰ ہو لیکن جبکہ یہ علم عین ذات باری تعالیٰ ہو
 اور ذات باری تعالیٰ سے اسکو تغائر اعتبار سے ہو تو نہیں لازم آتا کہ تغیر
 جزئی سے تغیر علم باری تعالیٰ کا کیونکہ ہم جانتے ہیں بضرورت یعنی بعد از
 اس امر کو کہ جسکو علم حاصل ہوتا ہے تغیر نہیں لازم آتا ہے تغیر سے اور

تغییر کے تغیرات عالم کا حکم یہ ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم از لے
 عین ذات بر اور اوس میں تغیر محال ہے پس بدکا ہونا اس معنی سے کہ اللہ
 تعالیٰ کے علم میں تغیر ہو محال ہے مگر جب یہ بھی ثابت ہو کہ خلق اجسام ممکنہ اور
 تغیرات عظیمہ حوادث عالم بقدرت کاملہ اللہ تعالیٰ ظہور میں آتی ہیں اور یہ ہے
 ثابت ہو کہ جو تغیرات عالم ظہور میں آتے ہیں انکا ازل سے اللہ تعالیٰ کو علم تھا
 اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مناسب مقتضائے
 وقت کے تغیر و تبدل احکام ہونا ایک لطف عباد کے نسبت اور مقتضائے
 حکمت واجب ہو بلکہ یہ کل اہل سلام کا مستحق علیہ سئلہ ہی نسخ اکثر وقوع میں
 آیا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ عذاب قوم یونس پر خدا نے بھی بکبر بھیر لیا تو اب
 اللہ تعالیٰ کے افعال میں بدکا ہونا اس معنی سے تسلیم کرنا واجب ہے کہ
 بموجب علم ازلی اللہ تعالیٰ کے نہ بر خلاف علم مذکور کے خلق اشیاء اور تغیرات
 اور انقلابات نظام عالم کے ابتدائے خلقت سے ظہور میں آئی ہیں اور نسخ
 احکام سے بموجب علم از لے بموجب مصالح وقت وقوع میں آیا ہے اور عذاب
 بھی بکبر بعد از ان اوس نے قوم یونس سے اوسکو دفع کر دیا ہے اور اب نہیں
 خلق اشیاء اور تغیرات عالم بموجب علم مذکور نہ بر خلاف اوسکے ظہور میں
 آتی ہیں اور آئندہ سے ایسا ہے ظہور میں آئے گا یعنی جیسا اوسکے علم از لے
 میں گذرا ہے ویسی ہی تاثیر میں اوس سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں اور ہمیشہ ظہور

میں آئینکے نہ یہ کہ کسی امر کو کر کے بعد ازان ندامت ہو اور بعد ازان اس کے
 برخلاف کوئی کام کرے نہ پھر کہ کوئی امر برخلاف اس کے علم ازسے کے
 ظہور میں آئی پس وہ اشیاء کو خلق کرتا ہے اور پھر فنا کرتا ہے معاش کو تنگ
 کرتا ہے پھر اس کو وسعت دیتا ہے بموجب مقتضائے حکمت کیسے موت کو
 بھیجتا ہے بلکہ چونکہ اس کے علم ازلی میں گذرا ہے کہ وہ شخص اگر ایسے خیرات
 یا بھروں کا کریگا بروقت پہونچنے موت کے تو میں اس کے عمر زیادہ کر دوں گا
 پس جب بندہ فی ایسے وقت میں وہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ عمر اس کے زیادہ کر دیتا
 بہر حال بد اس معنی سے کہ تمام امور عظیمہ اور انقلابات دنیا کی بموجب علم
 ازلی خدا کی اور بموجب تاثیرات قدرت اللہ تعالیٰ کے دنیا میں وقوع میں
 آتی ہیں ایک امر ضرور سے ملت اسلام ہے اور ضرور واجب التسلیم ہے
 اور یہ قول یہود کا کہ اللہ تعالیٰ ازل میں نظام کرنا تھا کہ چکا اور اب کوئے
 تاثیر وہ اس عالم میں نہیں کرتا صریح باطل اور غلط ہے فاسطیٰ ہی نزدیک
 مشکلمیں کہ ہر ایسا موجود ہے کہ نہ محال ہو پھر کہ وہ قادر و عالم ہو اور بارہ تعالیٰ
 میر ثابت ہوا ہے کہ وہ قادر و عالم ہے تو واجب ہوا یہ کہ باری تعالیٰ ہی ہو
 فاسطیٰ علم باری تعالیٰ کا ایجاد یا ترک میں مصلحت کو موسوم ہے ساتھ ارادہ کے
 اور علم اس کا ساتھ مدد رکات کی موسوم باوراک ہے اور علم اس کا ساتھ ^{تسلیم} تسلیم
 اور بصرات کے موسوم بہ سمع و بصر ہے اور باری تعالیٰ باعتبار انہیں

اور اکات کے کہا جاتا ہے مرید و مد رک و سمیع و بصیر نہ باعتبار کسے آکے جسمانی کی
 اصل ہر شئی جو جہت میں ہے محدث ہی اور واجب محدث نہیں ہے پس جو
 نہ ہو گا جہت میں اور جبکہ نہ ہو واجب جہت میں تو وہ اور اک نہیں کیا جاتا ہر بذریعہ
 آکے جسمانیہ کے کیونکہ نہیں اور اک کیا جاتا بذریعہ آکے جسمانیہ کی مگر اوسکا جو کہ
 کسی جہت میں ہو اور قابل اشارہ حسیہ کا ہو اور جانا جاتا ہے اس سے یہ کہ
 وہ نہیں مرے ہوتا یعنی نہیں دیکھا جاتا ہے بذریعہ حاسہ بصر کے کیونکہ رویت
 یعنی دیکھنا بذریعہ حاسہ بصر کے ممکن نہیں مگر ساتھ مقابلہ کی اور مقابلہ نہیں
 جائز ہے مگر درمیان دو شئیوں کے جو حاصل ہوں جہت میں اور جو ظاہر رویت^{علم}
 در باب رویت کی وارد ہوئی ہے مراد اوس سے کشف تام ہے ہمدایہ
 باری تعالیٰ قادر ہے جمیع ممکنات پر پس ہو گا وہ قادر اور ایجاد حروف و اصوات
 یعنی آوازوں کی جو منظوم یعنی مرتب جن جسم جاند یعنی جسم بستہ میں اور وہ ہے
 کلام باری تعالیٰ کا ہو اور باری تعالیٰ باعتبار خلق کرنے کلام مذکور کے
 مستکلم ہے اور جانا جاتا ہے بسبب مرکب ہونی کلام مذکور کے حروف و اصوات
 ہونا اوس کلام کا غیر قدیم کیونکہ وہ عرض ہے کہ نہیں باقی رہتا ہے پس وہ
 کیونکہ قدیم ہو گا پس اگر یہ کہا جاوے کہ مراد کلام باری سے حقیقت اوس شئی
 کی ہے کہ صادر ہوتی ہیں اوس سے حروف اور اصوات اور وہ صفت قدیم ہے
 کیونکہ وہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے تو ہم کہیں گے کہ ہمہنی بیان کیا ہے کہ مصدق

او نہیں حروف و اصوات کا نہیں ہے مگر ذات باری تعالیٰ اور نہیں قدیم سوا اسکے
 پس اگر وہ موافقت کرینگے ہم سے اس معنی میں تو نہیں اختلاف ہو مگر لفظ
 میں لطیفہ یہ ثابت ہو چکا ہو کہ اللہ تعالیٰ ذات واحد مقدس ہے اور تعدد
 و تکثر اوسکے ردای کبریا اور پیرایہ عظمت میں ممکن نہیں ہے پس وہ اسم کہ
 جو اطلاق کیا جاتا ہے اوس پر منظر اوسکے ذات کی بغیر اعتبار کسی شئی غیر کے
 ساتھ اوسکے نہیں ہے مگر لفظ اللہ اور جو سوا اس لفظ کی ہن اسماء سے
 یا انکہ اطلاق کیا جاتا ہے اوکا ذات اللہ پر باعتبار ایک اضافت و نسبت کے
 طرف کسی غیر کے مثل قادر کی جسکا اطلاق باضافت و نسبت مقدورات کی ہوتا
 اور عالم کے کہ اطلاق کیا جاتا ہو باعتبار اضافت و نسبت کی طرف معلومات کے
 اور خالق کے کہ اطلاق اوسکا باعتبار اضافت مخلوقات کی ہے اور کریم کے
 جو معنی اعز یا جو اد یا کثیر الخیر کے ہے اور اطلاق اوسکا اللہ تعالیٰ پر
 باعتبار اضافت تمام اشیاء کی ہوتا ہے جسے وہ اعز سے یا جنیر اوسکا
 جو شامل ہے یا کہ جنکو خیر اور انعام اوسکا شامل ہے اور باری جو کہ بمعنی
 خالق کی ہے اور اسوجہ سے اطلاق اوسکا بھی مثل اوسکے بنظر اضافت
 جمیع مخلوقات کی ہوتا ہے یا باعتبار سلب یا نفی کسی غیر کے اوس سے مثل
 واحد اور فرد اور غنی اور قدیم کے یا معاً باعتبار ایک اضافت یعنی نسبت
 اور سلب یعنی نفی غیر کے مثل حی و عزیز و واسع و رحیم کے اور نہیں جائز

ہو کہ اطلاق کیا جاوے اللہ تعالیٰ پر عارف و فقیہ و عاقل و فطن و طبیب معنی
صاحب صناعت طب کیونکہ یہ مثبت ایسے صفات کی ہیں جو بنظر ذات اللہ تعالیٰ
کی نقص متصور ہیں اور جو اسم کہ لائق جلال اللہ تعالیٰ کی ہے اور مناسب
اوسکے کمال کی لئے ہوا ورنہ نہیں وارو سے بجانب اللہ و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وائمہ معصومین علیہم التحیۃ والثناء کی اجازت اطلاق اسم مذکور
کی جائز ہے اطلاق اوسکا اللہ تعالیٰ پر مگر نہیں یہ امر مقتضائے ادب سی
اسوا سبطیکہ جائز ہے کہ نہ مناسب ہو یہ اطلاق کمال اللہ تعالیٰ کیلئے کسے
ایسے دوسرے وجہ سے کہ نہ جانتی ہوں ہم اوسکو اور اگر نہ تو نہایت غایت
اور غایت رافت اوسکے دربابا لہام کرنی اپنی اسماء حسنی کے انبیاء
علیہم السلام کو تو نہ جبرأت کہ تا کوئی خلق سے اسکے کہ اطلاق کری سیکو
اوسکے اسماء میں سے اوسپر ختم و ارشاد اسقدر معرفت ذات و صفات
اللہ تعالیٰ ہے جو اعظم اصل اصول دین سے ہے بلکہ درحقیقت وہی ایک
اصل دین ہے کافی ہے اسوا سبطیکہ بذریعہ عقل کے نہیں حاصل ہو سکتے ہم
معرفت زیادہ اس سے اور نہیں میسر ہوتا ہم علم کلام میں تجاوز اس سے
کیونکہ معرفت حقیقت ذات مقدس اللہ تعالیٰ کے احاطہ قدرت اتمام سے
خارج ہے اور کمال الہی اوسکا اعلیٰ ہے اس سے کہ پہنچیں اس تک مائتہ
قدرت عقول و ادنام کی اور عزت ربوبیت اوسکے اعظم ہے اس سے کہ ملوث

وہ ساتھ خواطر و افہام کے اور جو کہ ہم دریافت کرتی ہیں نہیں ہے مگر یہ کہ وہ موجود
 اس واسطی کہ اگر ہم تجاؤز کریں اس سے اور منسوب کریں اس کو طرف بعض اشیاء
 اشیاء کی جو سو او سکے ہیں یا انکے سلب یعنی نفی کریں اس سے او سکے جو منافی
 او سکے ہیں تو یہ خوف ہو گا ہم کو کہ پایا جائے او سکے لئے اسکی سبب سے
 وصف ثبوتی یا سلبی یا کہ حاصل ہو اللہ تعالیٰ کی لئے نفی یعنی صفت ذاتی
 معنوی کہ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے بکمال علوم مراتب اور جو شخص کہ راؤ
 کری ترقی کا اس مقام سے سزاوارتہ یہ کہ محقق ہو او سکے نزدیک یہ کہ آگے
 او سکے ایک شئی ہے کہ اعلیٰ ہے اس مقصد سے پس نہ قاصر ہوتے او سکے
 اور اک پر او اس مقصد کے جو او اس فی حاصل کیا اور نہ بشغول ہو عقل او سکے
 جو ملکہ ہو ساتھ معرفت ایسی کثرت کی جو علامت عدم سے ہے اور نہ توقف کری
 نزدیک آرائشوں اور زینتوں کثرت مذکورہ کے جو موجب لغزش قدم ہے
 بلکہ سزاوار ہے کہ اپنی نفس سے علائق و تعلق قطع کری اور موانع و مہو بہ کو اپنی
 خاطر سے زائل کری اور ضعیف کری اپنی اون حواس قوی کو جو محو اور اک
 امور فانیہ ہیں اور حبس کری بذریعہ ریاضت کی اپنی نفس امارہ کو جو محرک
 طرف تخیلات و اہیہ کی اور متوجہ کری اپنی ہمت کو تمامہا جانب عالم قدس کی
 اور قاصر کری اپنی آرزو کو او پر حصول محل روح و انس کی اور سوال کری
 بعد اپنی مجاہدہ کی بجنوع و ابتهال حضرت ذی الجود والا فضل سی یہ کہ مشہور

کری اوسکے قلب پر دروازہ اپنی خزانہ رحمت کا اور منور کری اوسکے قلب کو سنا
 اوس نور ہدایت کے کہ جسکا وعدہ کیا ہی اوس فی تا کہ مشاہدہ کری اسرار
 ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ کو اور منکشف ہوں اوسکے باطن پر حقائق غیبیہ
 اور وقایع فیضیہ مگر یہ سب اسور وہ قبای پیش بہا ہے کہ نہیں قطع کی گئے
 قدر پر ہر ذرے قدر کی اور یہ وہ نتائج ہیں کہ نہیں جانا ہے اوسکے مقدمات کو سعی نے
 ہر صاحب سعی کی بلکہ یہ فضل اللہ تعالیٰ کا ہے کہ دینا ہی اللہ تعالیٰ اوس جسکو
 چاہتا ہے جعلنا اللہ تعالیٰ وایا کم من السالکین بطریقہ المستحقین لتوفیقہ
 المستعدين لا الهام تحقیقہ المستبصرین تجلی ہدایت و تدقیقہ
 یعنی گردانی اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اسے ناظرین سالکین سے اپنی طریق کے اور
 مستحقین سے اپنی توفیق کے اور مستعدين سے واسطے اپنی الہام تحقیق کے
 اور مستبصرین سے ساتھ اپنی تجلی ہدایت و تدقیق کے کمالہ منہج المعرفۃ
 محقق علیہ الرحمہ نے جو اس مقام پر طریقہ تحصیل معارف الہیہ کا بیان کیا ہے
 اوس سے زیادہ کوئی امر کہنا ممکن نہیں ہے اور یہ چند فقرہ کلام محقق کے
 در حقیقت ایک دریائے ذخائر حقائق و معارف پر محتوی ہیں اور فی الواقع
 یمان ایک دریا کو ایک کوزہ میں بند کر کے دکھلا دیا ہے مگر اس قدر لکھنا
 مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صفات اللہ تعالیٰ کی تفصیل پر تفکر و غور صحیح
 و مکرر ہر طرح اور خصوصاً نسبت اوس کی آثار قدرت اور متعلقات صفات

غورِ صحیح اور تفکرِ صحیح و مکرر کے ذریعہ سے اطلاق حاصل کرنا اور صفات
 مذکورہ کی آثارِ عظیمہ پر بشوق صادق نظر غائر عقلی کر کے اوس کے
 ذریعہ سے انوار کمالات ازلی کو مشاہدہ کرنا و حقیقتِ عین ذریعہ تحصیل
 معارف کا تصور ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا قادر یا خالق یا رازق یا عالم
 یا رب یا رحیم یا کبیر یا مخی یا مہیت یا لطیف ہونا جو صفات مشہورہ اللہ تعالیٰ
 کے ہیں جب ان صفات میں سے کسی صفت کی آثارِ عظیمہ اور تعلقات
 وسیعہ اور کیفیت اور کمیت اور نتائج اور مصالح اور حکم اور استدلال
 اور لطافت اور محاسن پر پدیدہ دل انسان نظر کر کے تو ہر صفت
 میں ایک عالم کمال اور ایک عالم نور و حسن و جمال نظر آئیگا مگر یہ مرتبہ
 صرف بصیرت کا خیال کرنا چاہی لیکن جب بوجہ مکرر نظر ایسے باغبانے
 ہمیشہ بہار کے اس بصیرت پر آثارِ مترتب ہونیلگے اور یہ علوم مترتب
 الآثار ہو گئے اور اوسکے وجہ سے آدمی کے دل میں ایمان خالص کا
 جوش اور اللہ تعالیٰ کی محبت صادق کی بنی حکم پر لگئی اور اوسکی وجہ سے
 انسان کے دل میں تعمیل احکام الہی اور اوسکی مناسبت سے باز رہنے کی
 ایک سچی رغبت صحیح پیدا ہوئی تو وہ مرتبہ اولی معرفت اور تقویٰ کا ہوتا
 اور بعد ازاں جستہ عبادات اور تلاوت اور ادعیہ اور تفکرات مذکورہ سے
 اور نیز اوسکی اللہ تعالیٰ سے دعائے توفیق کر کے یہ محبت اللہ تعالیٰ

بڑائی جائیگی تو بشرط افضال و توفیق اللہ تعالیٰ کی مرتبہ معرفت و تقویٰ
 میں ترقی حاصل ہوتی جائیگی اور جہاں تک اسکے حق میں بافضال اللہ تعالیٰ
 مناسب ہوگا اس قدر انسان مریاے و خاریض سے کامیاب ہوگا
 اور یہ امر نہیں حاصل ہو سکتا مگر بفضل اللہ تعالیٰ اور پابندی شریعت غرا
 اور بذریعہ تمسک ثقلین یعنی کتاب خدا اور ائمہ ہدایہ اور علی الخصوص بذریعہ
 محبت اللہ تعالیٰ اور ولائے انبیاء و ائمہ ہدایہ علیہم السلام والثناء کی و علی
 اللہ التکوان ومنہ افاضتہ الہدایۃ والعلم والعرفان
 وفضل ثانی بیان عدل میں تقسیم ہر فعل یا کہ نفرت کر گئی عقل و اس کے
 یا کہ نہیں اور اول یعنی جو فعل ایسا ہو کہ نفرت کرے اس سے عقل قبیح
 ہے اور دوم یعنی وہ فعل جس سے نہ نفرت کرے عقل حسن ہے اور حسن یا نیک
 نفرت کر گئی عقل اس کے ترک سے یا کہ نہیں اور اول یعنی جو حسن ایسا
 ہو کہ نفرت کرے عقل اس کے ترک سے واجب ہے اور دوم یعنی وہ ز
 کہ نہ نفرت کرے عقل اس کے ترک سے مندوب ہے اور اسی وجہ سے
 مذمت کرتے ہیں عقلا فاعل قبیح اور تارک واجب کے اصل انکار کیا ہے
 مجبور یعنی اہل حیر و فلاسفہ نے حسن و قبح اور وجوب عقلی کا اور اہل عدل
 کی جانب سے اوپر اس مدعا کے متعدد دلائل ہیں اور اولیٰ و انسب ثبات
 اس کا بذریعہ ضرورت اور بداہت کے ہے کیونکہ استدلال ضرور ہے مذہبی

اوسکا طرف اوسى بداہت اور ضرورت یعنی مقدمات بدیہیہ کے اور سبب
 اختلاف اور اشتباہ کا حکم مذکور میں مشتبہ ہونا اوس چیز کا ہے کہ موقوف
 ہوتا ہے اس پر حکم مذکور تصورات معانی اولی الفاظ سے جو محکوم علیہ اور
 محکوم بہ میں اور یہ منافی نہیں ہے بدیہی ہونیکو حکم کے کیونکہ ضروری
 یعنی بدیہی وہ ہے کہ جب حاصل ہو تصور طریق کا حاصل ہو حکم بلا ضرورت
 کسی واسطہ یعنی دلیل کے بغیر فرض تحصیل حکم کے بلکہ بسبب تصورات
 مذکورہ کے اور محل نزاع ایسا ہی ہے کیونکہ جو تصور کرے گا حقیقت حسن
 و قبیح کو حکم کرے گی عقل اوسکے ساتھ نفرت کے نسبت ترک و قیل یعنی
 حسن کے اور فضل ثانی یعنی قبیح کے بدون توقف کے اوپر کسی امر آخر کے
 اصل واجب الوجود قادر و عالم ہے ساتھ تفصیل قبائح اور ترک واجبا
 کے بموجب اولی اصول کے جو قبل ازین مذکور ہوئے اور جو شخص کہ ایسا
 محال ہوگا اوس سے صدور قبیح اور ترک واجب کا بالضرورت یعنی بالبدہت
 اور نتیجہ نکلتا ہے اسکا یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ہے قبیح کو اور نہیں ترک
 کرتا ہے واجب کو مکملہ اللہ تعالیٰ کا فاعل مختار ہونا ثابت ہوا ہے تو یہ
 ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ افعال کا ارادہ کرتا ہے اور اسبوجہ سے
 یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرید سے یعنی ارادہ کرنے والا افعال کا ہے
 اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنی افعال کے ترک کو بارادہ ترک کرتا ہے

اور یہ کہ افعال قبیح کو بارادہ ترک کرتا ہے اور یہی معنی اسکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اون ترکوں اور افعال قبیح سے کراہت کرتا ہے مکملہ یہ ظاہر ہو کہ جو حسن ہو اور واجب ہو اسکا ترک مرجوح ہوتا ہے اور اس حسن کا فخر راجح ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حکیم سے ترجیح مرجوح جو قبیح سے محال سے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ فعل حسن کو ترک نہیں کرتا ہے مکملہ اللہ تعالیٰ امر حسن کا ارادہ کرتا ہے اور امر قبیح سے کراہت رکھتا ہے کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ اسکو علم ہر فعل حسن و قبیح کا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اسنے ارادہ سے بہت امور خیر واقع ہوتے ہیں اور قبیح سے راضی نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ امر قبیح سے کراہت کرتا ہے مکملہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کیونکہ ظلم قبیح ہے اور اللہ تعالیٰ کسی امر قبیح کو نہیں کرتا اصل افعال جو صادر ہوتے ہیں عباد یعنی بندگان اللہ تعالیٰ سے اسنے فاعل مؤثر وہی عباد ہیں بذریعہ اپنے اختیار کے کیونکہ وہ افعال صادر ہوتے ہیں بسبب اونکے ارادوں کے اور نزدیک فلاسفہ وہ فاعل اون افعال کے بطور ایجاب یعنی بلا ارادہ ہیں اور نزدیک مجبرہ یعنی اہل جبر کے موجد اسکا اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ نہیں کوئی مؤثر اونکے نزدیک سوا سے اللہ تعالیٰ کے اور استدلال کیا ہے امراول پر اپنے افعال عباد کے اختیار ہونے پر ابو الحسن بصری نے

ساتھ ضرورت اور ہدایت کے اور یہ استدلال اسکا بعید صواب سے
 نہیں ہے اور اگر استدلال کرین ہم اوپر ٹوکیں گے کہ اگر کوئی شئی قبیح
 میں سے پائی جاتی ہے عالم میں تو عباد فاعل اپنے افعال کے ہیں اور
 ملزوم یعنی وجود بعض قبل کا ثابت ہے باقرا خصم کے تو اس طرح وجود
 لازم کا بھی اس تقدیر پر ضرور ہے اور بیان ملازمہ کا یہ ہے کہ جسے ثابت
 کیا ہے کہ صدور قبیح کا محال ہے واجب سے پس ہو گا فاعل اسکا عینہ
 واجب کا اور جبکہ ثابت ہو کہ فاعل قبیح کا وہی عہد ہے تو ایسا ہی یعنی
 اس طرح حسن کا بھی فاعل عہد ہے کیونکہ ہم یہ بالضرورت یعنی بالبدہت
 جانتی ہیں کہ جو فاعل قبیح کا ہے وہی فاعل حسن کا ہے کیونکہ جسے جو شے
 بولا ہے وہی شخص ہے کہ جسے سچ بولا ہے اور جسکو کہ ابوالحسن اشعری
 نے ثابت کیا ہے اور سو سو م کیا ہے اسکو بنام کسب اور منسوب کیا ہے
 وجود فعل اور عدم فعل کا طرف اللہ تعالیٰ کے اور نہیں قرار دی اون میں
 بندہ کیلئے کوئی شے تاثیر سے وہ قول غیر معقول ہے اس واسطے کہ اگر
 وجود کسب کا بتا شیر عہد ہے تو تاثیر غیر اللہ تعالیٰ کی ثابت ہوئی اور اگر
 محض بتا شیر اللہ تعالیٰ ہے تو پھر جبر ثابت ہوا اور اسناد قبیح کا نسبت
 باری تعالیٰ لازم آگیا اور کوئی فائن اس ایما و قول کسب سے منو اشہ
 کہا ہے مجبرہ یعنی اہل جبر نے کہ اگر قدرت دار وہ عہد بجانب اللہ تعالیٰ

ہونگے اور بدو ان کے متنع ہوگا فعل اور باوجود ان کے واجب الصدور
 ہوگا فعل تو فعل منجانب اللہ تعالیٰ کے ہے اور ملزم یعنی قدرت اور ارادہ کا
 اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونا ظاہر الثبوت ہے تو یہی حال ہے اس کے
 لازم کا پس جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ہے کہ فعل کے منجانب اللہ تعالیٰ
 ہونے سے یہ امر کہ ہو فعل منجانب اللہ تعالیٰ کے اتہاے کا یہ ہے کہ شوم
 ہوتا ہے اس سے ایجاب یعنی فاعل موجب ہونا بندہ کا نسبت اپنے
 فعل کے جو مذہب فلاسفہ کا ہے لیکن جبر جس کا یہ حاصل ہے کہ صدور فعل کا
 عبد سے محض بقدرت اللہ تعالیٰ ہو پس وہ نہیں لازم آتا ہے اور دفع الزم
 ایجاب کا اس طرح ممکن ہے کہ ہم کہیں گے کہ ہونا کہ فعل کا منجانب اللہ تعالیٰ
 مسلم ہے لیکن فعل عبد کا تابع ہے اس کے داعی یعنی ارادہ کا پس ہوگا فعل
 اس کا ساتھ اس کے اختیار کے کیونکہ نہیں ارادہ کرتے ہم اختیار سے
 مگر اس قدر اور بعد ظہور اس کے کہ فعل عبد تابع ہے اس کے ارادہ اگر نام
 آرکھو گے تم اس کا ایجاب بسبب ہونے آلات کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے
 انویہ منازعت تسمیہ میں ہوگی اور نہیں مضائقہ ہے اس میں اور ہر شخص مجاز
 ہے کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے اور اگر یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ خالق
 بندوں کا ہے اور اگر وہ نہ خلق کرتا تو ان کو تو نہ ہوتے افعال اور جب کہ
 خلق کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو تو صادر ہوے ان سے افعال تو ہوگا

اللہ تعالیٰ فاعل اولیٰ افعال کا تو گویہ بھی مثل قول سابق ان اہل جبر کی ہے
 اور پہل ہے لیکن نہیں مخفی ہے عاقل پر جو نقص اوس میں ہے کیونکہ
 کلام فاعل بلا واسطہ میں ہے نہ فاعل بواسطہ میں شجرہ و جواب کہا ہو
 اہل جبر نے کہ علم اللہ تعالیٰ کا متعلق ہے ساتھ فعل عبد کے پس ہوگا ترک
 اوس کا متعلق اس واسطہ کی اگر فرض کیا جائے ترک اوس کا بندہ سے تو لازم آئیگا ہونا
 علم اللہ تعالیٰ کا جہل اور لازم محال ہے پس ملزم بھی مثل اوس کے ہے
 اور جبکہ ترک فعل بندہ سے محال ہوا تو ہوگا بندہ مجبور کہ میں گے ہم یہ
 ہو چکا ایجاب کا جسکے فلاسفہ قائل ہیں یعنی اس صورت میں بندہ سے صدور
 فعل ضروری ہوگا لیکن جبر جسکا مدار اس پر ہے کہ فعل بندہ کا اللہ تعالیٰ سے
 صادر ہو پس وہ اس تقدیر پر نہیں لازم آتا ہے اور لازم آتا ہے اہل جبر پر
 مثل اس اعتراض کا فعل باری تعالیٰ میں کیونکہ اللہ کو ضرور علم ازلی اسے
 افعال کا بھی قبل اوسکے حاصل ہے تو اب اگر اولیٰ افعال کو اللہ تعالیٰ
 ترک کرے تو وہی نتیجہ پیدا ہوگا جو بندہ کے ترک سے لازم آتا ہے اور جس
 بیان سے وہ جواب دیں گے وہی جواب ہمارا ہوگا علاوہ ان میں نہیں ہوتا ہے
 علم کہ جبکہ مطابق ساتھ معلوم کے ہو پس علم تابع ہوگا معلوم کا پس اگر مؤثر
 ہو علم معلوم میں تو ہوگا معلوم تابع علم کا اور عوار لازم آئیگا اور جبکہ علم مؤثر
 نہوا تو نہ لازم آئیگا ایجاب تکملہ یہ بھی جواب اس شبہ کا ممکن ہے بلکہ

یہی اصل جواب متصور ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کا صرف مجمل طور پر نہیں ہوتا بلکہ
 اللہ تعالیٰ کو ازل سے یا قبل صدور فعل عبد یا قبل صدور اپنے فعل کے
 صرف اسقدر علم نہیں ہوتا کہ عبد سے یہ فعل صادر ہوگا یا نہ کہ اللہ تعالیٰ یہ
 فعل کریگا بلکہ اسکو علم تفصیلی ہوتا ہے کہ وہ بندہ کو خلق کریگا اور اسکو
 اختیار اور قدرت دیگا پس بندہ کو باوجودیکہ اختیار ترک و فعل کا حاصل ہوگا
 وہ اپنے ارادہ سے فعل کو ترک پر ترجیح دیکر فعل کو کریگا اور اسطرح
 اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنے تمام افعال کریگا
 تو اب بوجہ علم اللہ تعالیٰ کے نہ فعل عبد میں اور نہ فعل اللہ تعالیٰ میں +
 کسی طرح شبہ حیر و ایجاب کا ممکن ہے بلکہ اسصورت میں صادر ہونا افعال
 عباد کا باختیار عباد اور افعال اللہ تعالیٰ کا باختیار اللہ تعالیٰ بہو جب علم
 اللہ تعالیٰ کے فروری ہوگا پس بعد ایسے جواب شافی کے ممکن نہیں کہ
 یہ قول امام فخر الدین رازی کا صحیح متصور ہو جو انہوں نے نہایت العقول
 میں لکھا ہے کہ اگر جمع ہونگے کل عقلا تو نہ قادر ہونگے اسپر کہ جواب
 دین اسکا مگر بذریعہ التزام مذہب ہشام کے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
 نہیں علم ہوتا اشیاء کا قبل اونکے وقوع کے کیونکہ یہ جواب بلا تسلیم مذہب
 ہشام اور خاص باثبات علم ازلی اللہ تعالیٰ کی دیا گیا ہے فالحمد للہ
 الحمد للہ تعالیٰ شانہ یہ صیوقت کہ ثابت ہوا کہ بندہ کیلئے افعال اختیاری

ہاں تو جو فعل ایسا ہو کہ اسکی وجہ سے بندہ مستحق مدح یا ذم ہو یا جسکی
 نسبت یہ اس سے کہنا صحیح ہو کہ کیون کیا تو نے یہ فعل تو وہ فعل اسکا
 ہی اور جو اسو اسکے ہی ہیں وہی فعل اللہ تعالیٰ کا **اصل حقیقت**
 ثابت ہوا یہ امر کہ فعل باری تعالیٰ کا تابع ہی اس کے داعی یعنی ارادہ کا
 اور وہی علم ہی مصلحت فعل یا ترک کا تو افعال اللہ تعالیٰ کے نہ خالی
 ہوں گے مصالح سے یعنی یہ کہ اللہ نہیں کرتا کسی فعل کو مگر واسطے کسی
 ایک غرض کے اور جبکہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کامل بذاتہ ہی اور مستغنی
 ہی غیر سے تو یہ مصالح نہ عائد ہوں گے طرف ذات اللہ تعالیٰ کے
 بلکہ عائد ہوں گے طرف اویسکے عباد کے اور حسبوقت کہ یہ ثابت ہوا کہ افعال
 اویسکے واسطے مصالح اویسکے عباد کے ہوتے ہیں تو ثابت ہوگا بطریق
 عکس کے یہ کہ جس میں کچھ فساد ہے بہ نسبت عباد کے وہ نہ صادر ہوگا
 اللہ تعالیٰ سے مبصرہ یعنی بیان کیا ہی حقیقت ارادہ اللہ تعالیٰ کو جو
 واسطے فعل ذات اللہ تعالیٰ کے ہوتا ہی لیکن ارادہ اللہ تعالیٰ کا واسطے
 افعال عباد کے پس امر کرنا ہی اسکا اونکو ساتھ او نخصین افعال کے
 اور امر کرنا ساتھ قبیح کے متنہن ہے فساد پر تو اللہ تعالیٰ نہیں امر کرتا مگر
 قبیح کا اور یہ بیان کیا ہی کہ وہ نہیں کرتا ہی قبیح کو تو وہ نہیں راضی
 ہوتا ہی ساتھ قبیح کے کیونکہ راضی ہونا ساتھ قبیح کے مثل فعل قبیح کے

قبیح ہی تفسیر جو کہ وارد ہوا ہے کسی روایت میں کہ اللہ تعالیٰ خالق خیر شر
 اوس میں مراد شر یہ ہے وہ چیز ہے کہ مناسب طبائع نہو اگرچہ وہ شامل
 مصلحت مفید پر ہو تکملہ یا آنکہ یہ کہا جائے کہ مراد اوس کے خالق ہونا
 اللہ کا ہی شر و رکوب واسطہ خلق او کے فاعلون کے یا آنکہ مراد خلق سے
 خلق تقدیری ہے جس سے مراد صرف یہ ہے کہ علم ازلی اللہ تعالیٰ
 میں وقوع اون شر و رکاز گذرا ہی جیسا بعض اعلام نے اوس کی تصریح
 کی ہے کچھ طینت کی خوبی اور بدی جو احادیث میں مذکور ہے اور یہ
 تصریح ہوئی ہے کہ مومن طینت خیر سے خلق ہوئے ہیں اور کفار طینت
 بد سے اور اوس کے سوا یہ بھی ثابت ہوتا ہے بعض احادیث سے کہ ہر
 مولود فطرت اور خلقت اسلام پر خلق کیا گیا ہے جس سے طینت
 حقیقی سب کی اچھی ثابت ہوئی ہے اور علاوہ ازین طینت کی بھلائی بُرائی
 کی صورت میں بندہ کی مجبوری کا الزام اور ذریعہ ظلم کا ضائق پر متصور
 ہوتا ہے اس سبب سے اہل بحث کو علماء نے مباحث مشککہ سے
 خیال کیا ہے مگر بظہر عدل کامل اللہ تعالیٰ کے یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ
 طینت کی بھلائی اور بُرائی کو ایسا دخل افعال میں نہیں ہے کہ بندہ
 کسی امر کے لئے مجبور ہو جائے بلکہ اوس کا اثر صرف بقدر میلان ممکن تسلیم
 ہی اور ممکن ہے کہ یوں جمع کیا جائے ان احادیث کا کہ جب اللہ تعالیٰ

حکیم مطلق ہی اور قیج کو ہرگز پسند نہیں کرتا ہے تو جو مخلوقات اللہ تعالیٰ کے
 مین وہ سب فی حدیثہ خیر میں ہیں پس قوی انسانی در حقیقت خدا نے
 مائل الی الخیر خلق کیے ہیں اور اسی وجہ سے یہ صحیح کلام ہے کہ ہر مولود فطرت
 اسلام پر مخلوق ہے اور چونکہ یہی قوی مبادی افعال ہیں اور انہیں قوی
 کی وجہ سے مومن کی جانب سے افعال حسنہ کا تصرف حسن صدور ہوتا ہے
 اور کافر سے بوجہ انہیں قوی کے بوجہ سوء تصرف کے افعال قبیح صادر
 ہوتے ہیں تو احادیث طینت کا حاصل یہ ہو سکتا ہے کہ مبادی
 افعال و قوی جو مخلوق ہو یہ مین مومنین میں وہی ایک طرح پر ان کے
 حق میں مبادی خیر میں اور اسی طرح طینت طیبہ متصور ہیں اور دوسرے
 طرح پر وہی مبادی مبادی شر و بوجہ سوء اختیار و تصرف کے
 کفار کے حق میں ہو کر مبادی شر و ریکے ہو جاتے ہیں اور اسوجہ سے
 وہ ان کے حق میں طینت خبیثہ متصور ہیں یا یہ کہا جائے کہ حدیث
 فطرت میں اشارہ یہ طرف بالطبع مائل الی الخیر ہونے قوی عقلی
 انسان کے اور حدیث طینت میں اشارہ یہ طرف میلان افرجہ
 مختلفہ انسانی کے طرف خیر یا شر کے اور یہ ظاہر ہے کہ افرجہ معتدلہ
 مائل الی الخیر ہوتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس جو اقرب الی الاعتدال
 ہوں بر خلاف اسکے افرجہ غیر معتدل مائل الی الشر ہو یہ قدر میلان کے

۳۶
 کہتا عباد کا جن سے قدرت کاملہ و عظمت صانع اور فیض وجود اتم و سکا
 ثابت ہو ایک امر راجح بمقابلہ عدم خلق کیے ہیں ایجا و عباد و خلق بمطر
 حکمت اللہ تعالیٰ کیے واجب ہیں تاکہ نہ لازم آئی ترجیح مرجوح یعنی عدم
 خلق کی تکملہ چونکہ اجزای فلکیہ اور ناریہ اور ہوائیہ بوجہ اونکے
 لطافت کی زیادہ تر یقوت قبول حرکات و سکنات اور اولیٰ کا
 کی ہے بمقابلہ پانی اور مٹی کے تو پیدا کرنا اجسام ذی ارواح اور حرکت کا
 افلاک ناریہ ہوا سے اولیٰ و راجح ہے بمقابلہ خلقت اجسام ذی ارواح کے پانی
 اور مٹی سے تو بنظر حکمت اللہ تعالیٰ کے خلق ہونا ایسے اجسام کا ضرور ہے
 جو ملائکہ اور جن اور شیاطین میں اور چونکہ اصل مادہ فلکی اور ناریہ اور
 ہوائی بوجہ لطافت نظرائی انہیں دیتا تو ان اجسام کا نظرائی دنیا ضرور ہے
 اور معہذا قرآن اور احادیث سے وجود ایسے اجسام کا ثابت ہے پس سطح
 ایمان وجود ملائکہ کا بھی واجب ہے تبصرہ تکلیف کرنا باری تعالیٰ کا اپنے
 عباد کو وہی امر کرنا باری تعالیٰ کا ہی عباد کو ساتھ اوس چیز کے کہ اوس میں
 ادکی مصلحت دین و دنیا ہے اور نہی کرنا اوس کا اوس سے جسمیں کوئی
 مفیدہ اونکے حق میں ہے اور یہ سنانی حکمت نہیں ہے بلکہ عین نقصان
 حکمت سے اور اگرچہ اوس میں مشقت ہو تو وہ نہ ہوگا

٢٤

[illegible]

قبیح اور غرض تکلیف سے تعمیل کرنا عباد کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ تکلیف
 دی گئی ہو اور اسکی پس تکلیف اس چیز کی کہ جس کے بندہ کو طاقت
 نہیں ہے حسن نہوگی کیونکہ تعمیل اسکی ممکن نہیں ہے **فصل**
 جسوقت کہ جاننا باری تعالیٰ نے کہ عباد نہیں تعمیل کریں گے
 تکلیف کی مگر ب ایک فعل حسن کے کہ جسکو اللہ تعالیٰ کرے تو واجب
 ہوگا صدور ایسے فعل حسن کا باری تعالیٰ یہ تاکہ نہ منتقض ہو غرض تکلیف
 کی اور صدور ایسے فعل حسن کا موسوم باطف ہے تو ہوگا لطف
 واجب باری تعالیٰ پر بنظر اس کی حکمت نامہ کے **فصل ثالث بیان**
 نبوت و امامت میں جبکہ غرض خلق عباد یہ ہوئی مصلحت او نہیں
 عباد کی پس تنبیہ کرنا اونکو اون کے مصالح اور مفاسد پر ایسے
 امور کے باب میں کہ جس میں عقول اون کے مستقل اور کافی اور رک
 مفاسد و مصالح کے لئے نہیں ہیں ایک لطف واجب ہے اور علاوہ ان
 جبکہ ممکن ہے بسبب کثرت حواس و آلات عباد کے اور اختلاف و تنوع
 دواعی یعنی خواہشوں اور ارادوں کے وقوع شرف و کاف
 انشائی ملاقات و معاملات عباد میں تو تنبیہ کرنا بندوں کا اوپر اون کے
 کیفیت معاشرت کی اور اونکے حسن معاملت کی اور اون کے نظام
 امور معاش کی کہ جس کا ہم شریعت ہے ایک لطف واجب ہے اللہ تعالیٰ پر

اور چونکہ اللہ تعالیٰ قابل اشارہ سبب نہیں ہے تو تنبیہ اور نکی بغیر واسطے
 کسی مخلوق کے جو مثل او کی ہو غیر ممکن ہے پس بعثت رسل علیہ
 مبعوث کرنا رسولوں کا واجب ہے اصل متمتع ہونا وقوع قبائح کا اور
 خلل کرنے کا ساتھ واجبات کے رسولوں سے اس طرح پر کہ نہ خارج
 ہوں وہ حد اختیار سے تاکہ نہ متاثر ہوں اور نہ عقول خلق کے
 اور مٹا ہوں وہ بسبب اس کے کہ وہ لاتے ہیں بجانب اللہ تعالیٰ
 کے ایک لطف ہے حق بین عباد اور انبیاء کے پس ہو گا واجب اور یہ
 لطف عصمت ہے پس رسول معصوم ہیں کھلم کھلا انبیاء علیہم السلام
 کہ معصوم ہیں جیسا ثابت کیا گیا تو ان سے صد و معاصی ممکن نہیں اور
 جو قضیہ حضرت آدمؑ کا در باب کہایے گئے کہ ان کے مذکور ہی باوجود قصہ حضرت
 داؤدؑ کا در باب نکاح کرنے زوجہ اور یاکے مذکور ہی اور اسی طرح
 جو امر ثابت ہوا ہو وہ درحقیقت صرف صدور ترک اولی کا تھا اور وہ
 کوئی معصیت نہ تھی مقدمہ ہر مبعوث بجانب حضرت اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے کسی قوم کے اگر نہ ہو نہ ہو ساتھ ایک ایسے امر کے جو خارق
 عادت ہو اور خالی ہو معارضہ سے اور مقرون ہو تمدنی یعنی طلب معاشرہ
 سے اور موافق ہو ساتھ دعویٰ مبعوث مذکور کے تو نہ ہو گی عباد کو کوئی سبیل
 طرف اس کے تصدیق کی اور نام رکھا جاتا ہے اس کا منجر پس ظہور

معجزات رسولوں کے لئے واجب ہی بغرض تکمیل غرض نبشت کے
 تکملہ اول چونکہ قبل ازین زمانہ ایہ مختلف میں نبشت انبیاء و رسل
 واجب تھے بطور لطف لہذا بہت انبیاء و رسل قبل ازین مبعوث ہوئے
 ہیں جبکہ ایمان لانا واجب ہی تکملہ دوم جبکہ ارسال کتب متضمنہ اوامر
 و نواہی ضروری اور محتوی معارف و مواظظ ضروریہ ایک لطف ہے
 حق عباد میں بغرض اونکے ہدایت کے اور اسیدوجہ یہ ارسال کتب
 مذکورہ واجب ہی اور باوقات مختلف بہت یہ کتب مرسل ہوئے
 ہیں تو اودنکا ایمان لانا ضروری اصل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف رسول ہیں
 کیونکہ اونہوں نے دعویٰ کیا نبوت کا اور ظاہر کیا معجزات کو لیکن دعویٰ
 پس معلوم ہے بذریعہ تو اتریفے تو اثر روایات کے لیکن معجزات پس
 کثیر ہیں اور اظہار و نمین سے قرآن ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے تمدی یعنی طلب معارضہ کیا ساتھ اوسکے عرب سے اور عاجز
 رہے عرب اوس کے معارضہ کرنے سے باوجود یکہ اون کے لئے
 دواعی اور اسباب و محرکات معارضہ بکثرت موجود تھے اور اونکو
 فصاحت بافراط حاصل تھے اور انکے نہیں قادر ہوا کوئی فصیح عربی
 اور پر ترکیب کلمات کے اور پر نوال و طریقہ قرآن کے پس ہوا وہی قرآن

معجزہ پس ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نبی برحق تکملہ قرآن جسطرح بوجہ فصاحت
 معجزہ ہو وہ بوجہ کثرت علوم صحیحہ اور کثرت برکات و تائیدات عجیدہ اور کثرت
 اخبار غیب اور ترکیلات شریعہ کی ہی معجزہ و تکملہ معراج جسمانی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ کے یعنی جانا حضرت کا تا بنمازل قرب عرش الہی ایک بہت
 قلیل زمانہ میں بحالت بیداری مجسم شریف ایک امر ممکن ہی اور روایات
 صحیحہ اس باب میں مقول ہیں پس یہ امر حق ہی اور بہت سے مصالح پر
 محتوی ہی مثل اطہار عظمت شان حضرت کیے اور یہ کہ حضرت کو علم
 عیانی معارف حقیقہ کا حاصل ہو جائے اور یہ کہ اوسکے اطہار یہ امتیاز
 ایمان کامل کا ہی ہو جائے نہ اسی جیکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 نبی ہیں تو واجب ہی کہ ہوں معصوم اور تمام جسکو کہ وہ لائے ہیں
 اور نہیں معارض ہی اوسکے لئے عقل واجب ہی تصدیق اوس کی
 اور اگر نقل کیجائے اور حضرت سے کوئی ایسی شے کہ معارض ہو جسکے
 لئے عقل تو نہیں جائز ہوگا انکار اوس کا بلکہ اوسن توفیق کیا جائیگا
 یہاں تک کہ اوسکا سرور از ظاہر ہو اور شریعت اوسکے جو ناسخ ہی واسطے
 تمامی شرائع کیے اور باقی رہے گی تا بقائے دنیا واجب یہ ہے اطاعت
 اوسکی اور تعمیل اوسکے احکام کی اصل جیکہ ممکن ہی بعد نبی وقوع شر
 و فساد اور ارتکاب معاصی کا خلق سے تو واجب ہی حکمت اللہ تعالیٰ جو

ایک رئیس کا کہ غالب ہو اور آمر ہو معروف یعنی نیکی کے لئے اور ناپسندیدہ
منکر کے لئے اور مبین ہو اور سکی لئے جو مخفی رہے است پر غوامض شرع
میں سے اور نافذ کر نیوالا ہو اور اسطے حکام شرع کے تاکہ است صلاح
سے اقرب اور انبعد ہو فساد سے اور محفوظ رہیں فتنوں اور
فساد کے وقوع سے کیونکہ وجود ایسے رئیس کا لطف ہی اور یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ لطف بنظر حکمت کے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور یہ لطف
موسوم بامامت ہے پس امامت واجب ہوگی تکملہ حیکہ علت حاجت
خلق کے طرف امام کے یعنی محتاج ہونا اور نکاح طرف امام کے اپنی ہدایت
میں موجود ہے ہر زمانہ میں واجب ہے وجود امام کا ہر زمانہ میں اصل اور
حیکہ علت حاجت کی طرف امام کے عدم عصمت خلق ہے تو واجب ہوایہ کہ ہو
امام معصوم کیونکہ اگر وہ نہ معصوم تو نہ حاصل ہوگی غرض حکیم کی اصل حیکہ عصمت
امام کی غیر مودی ہی طرف الجامی خلق کی یعنی طرف مجبور کرنے خلق کے اور یہ صلاح
کے تو ممکن ہے وقوع فتنہ اور فساد کا سبب کثرت ائمہ کے تو ہوگا
امام واحد تائے اقطار دنیا میں اور استعانت کریگا وہ ساتھ اپنے
نائبوں کے جو ان اقطار میں ہوں تکملہ حیکہ نصب امام کا اللہ تعالیٰ
کی جانب سے بغرض ہدایت خلق کے ہے تو واجب ہوگا خلق پر حاصل
کرنا معرفت امام کا اور اطاعت کرنا امام کے اور جو مخالفت کریں امام کے

وہ فاسق ہوں گے اور جو اوس سے لڑیں وہ ضرور کافر ہوئے بموجبِ حادثہ
متفق علیہ کے جس میں ایک یہ ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُعْرِفْ اِمَامًا مِنْ مَنَابِه مَاتَ
مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی جو مرے اور نہ پہچانے اپنے زمانہ کے امام کو وہ کفر کی موت
مر گیا بلکہ اس سے لا اقل کفر باطنی مخالفین کا بھی ثابت ہوتا ہے یہ اسی
جسکے عصمت ایک امر مخفی ہے کہ نہیں مطلع ہوتا اوس پر مگر علام الغیوب تو نہیں ہے
خلق کے لئے کوئے طریق معرفت معصوم کا پس واجب ہے کہ جو امام ایسا
کہ نص میں تصریح کی ہو اوپر اوسکی امام ہونیکے اللہ تعالیٰ نے یا نبی نے
یا اوس امام نے جو قبل اوسکے ہو مکملہ اگر رعیت کو اختیار نصب
و تعیین امام کا حاصل ہو تو ممکن ہو گا کہ جو شرف و بوجہ وقوع خطا
کے انتخاب میں یا بوجہ اختلاف آراء نسبت انتخاب کی یا بوجہ انتخابات
متعددہ کے پس رعیت کو اختیار انتخاب کا حاصل نہ ہو گا ^{لف} **مستدرم**
جب کہ ثابت ہو کہ کوئے زمانہ امام معصوم سے خالے نہیں ہوتا جس
امر پر متفق ہوگی کل استیج کسی عصر کی اور مخالف نہ ہو عقل کے وہ
امر حق ہو گا **اصل** جب کہ ثابت ہو او جو ب عصمت امام کا اور نہیں
ثابت ہوئے عصمت غیر ائمہ اثنا عشر یعنی غیر دوازده امام علیہم السلام
کے باتفاق مخالفین کے تو ثابت ہوئے امامت ائمہ اثنا عشری علیہم السلام
کے بسبب اولن کے عصمت کے پس واجب ہوئے اطاعت و متابعت

اوں کے ہر واقعہ پر کھلم کھلا بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت
 جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ نے اپنا جانشین اور وصی اور بعد ازاں خلیفہ مقرر کیا اور متعدد ایسی
 قرآنی بھی اس پر دلالت کرتے ہیں پس جناب امیر علیہ السلام کو جب
 نص منجانب اللہ تعالیٰ اور منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بعد رسول
 اللہ کے بلا فصل خلیفہ اور امام برحق بنے اور بہت سے احادیث فریقین
 یہ تصریح ہے کہ بارہ خلیفہ اور امام بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہون گئے
 اور وہ اولاد رسول اللہ اور اولاد جناب امیر علیہ السلام سے ہون گئے
 اور بعض میں کل سماء ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی بصراحت مذکور ہے
 اور بعض میں حضرت اسماء جناب امیر علیہ السلام اور جناب مام حسن علیہ
 السلام اور جناب مام حسین علیہ السلام کے ذکر کر کے بعد ازان یہ لکھا ہے
 کہ باقی نو امام اولاد جناب مام حسین علیہ السلام کے ہون گئے اور بہت سے احادیث
 سے ثابت ہے کہ ہر امام سابق نے امام مابعد کے ہونے کے باب میں نص دیا ہے
 کہ وہی تھی تو اس وجہ سے بھی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
 بخوبی ثابت ہے جیسے اسماء مبارک یہ ہیں اول امام حضرت علی ابیطالب
 دوسری حضرت امام حسن ابن علی تیسری حضرت امام حسین ابن علی چوتھی
 امام حضرت علی ابن الحسین پانچویں امام حضرت محمد ابن جعفر ابن محمد

سنا توین امام حضرت موسیٰ ابن جعفر آٹھویں امام حضرت علی
 ابن موسیٰ نوین امام حضرت محمد ابن علی دسویں امام حضرت علی
 ابن محمد گیارہویں امام حضرت حسن ابن علی بارہویں امام حضرت
 محمد ابن الحسن مکملہ امام کو قدرت معجزہ کی عطا ہونا جسکے ذریعہ سے
 وہ اپنی امامت اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بقا
 مخالفین ہر طرح ثابت کر سکے ایک لطف عباد کے حق میں متصور یہ
 اور عمدہ ذریعہ بندوں کی ہدایت کا ہے پس یہ لطف ہی اللہ تعالیٰ
 پر نظر اوسکی حکمت کاملہ کے واجب ہر مکملہ ائمہ اثنا عشر علیہم
 السلام نے بروقت ضرورت بہت سے معجزات دکھلائے اور اسوجہ سے
 ہی امامت اوسکی بخوبی ثابت ہو پس وہی سب ائمہ برحق ہیں فائدہ
 سبب حرمان خلق کا حضور امام زمان سے نہیں منجانب اللہ تعالیٰ کے
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں کرتا کوئی امر مخالف مقتضائی حکمت کے اور نہ
 منجانب امام کے بسبب اوسکی معصوم ہونیکے پس ضرور یہ کہ سبب
 منجانب اوسکی رحمت کے اور جب تک یہ سبب غیبت کا موجود رہیگا
 نہ ظاہر ہونگے امام اور حجت بعد فق کرنے علت مانع کے اٹھائے اور ظاہر کرنے
 حقیقت کے قائم ہو جائیگی اللہ تعالیٰ کیلئے اور خلق کے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر جب
 اتما وہ اوسنی کر دیا اور عدم ظہور بوجہ عدم انقیاد و خلاق کے واقع ہوا اور استبعاد

اوس کی طول عمر میں بعد ثبوت امکان اور وقوع طول عمر کے اویس کے
 غیر کے حق میں مثل نوح اور خضر عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام کے
 صریح جمل ہے مکملہ استبعاد بوجہ اختصار امام کے بھی صحیح نہیں ہے
 جبکہ یہ حضرت عیسیٰ و حضرت خضر علیہم السلام کے حق میں سلم الثبوت ہے
 تبصرہ ہر گاہ انبیاء اور ائمہ ایسے اشخاص ہیں کہ امت او کی جانب
 تعلم اور تائب میں محتاج ہیں تو واجب ہے کہ ہوں وہ علم اور
 اشجع اور جب کہ میں وہ معصومین تو واجب ہے کہ ہوں اقرب نسبت
 تمام آدمیوں کے اللہ تعالیٰ کی جانب اور چونکہ امام رعیت نبی ہے ہر
 تو واجب ہے کہ ہوں نسبت ان کے فضل میں طرف امام کے مثل نسبت
 امام کے طرف رعیت کے مکملہ صحابہ کی مدح میں بیشک متعدد آیات
 قرآنی اور احادیث ہیں مگر برخلاف اسکے بہت سے آیات اور احادیث
 سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ انہیں اہل نفاق ہی شریک تھے تو اب
 دونوں قسم کے آیات و احادیث کو باہم ملانے سے یہ ضرور واجب تسلیم
 ہے کہ کچھ صحابہ لائق مدح و ثنا و کچھ مصداق آیات اور احادیث
 دم تھے پس یہ عقیدہ و حقیقت درباب صحابہ کے حق ہے کہ دونوں
 قسم کے آیات و احادیث کی مصداق انہیں موجود تھے اور محدوین
 صحابہ بعد اہلبیت علیہم السلام کے اول درجہ کے مومنین تسلیم ہونا

چاہیے اور یہی تئیمہ فریقین کے اصول کا اوس وقت لائق تسلیم ہو سکتا ہے
 جبکہ با تعصب و نفسانیت ایسے مسائل میں غور کیا جائے مگر عیب
 مدوح ہونے صحابہ کا ضرور یہ ہے کہ جس مخالف حکام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں کی اور ہمیشہ بموجب آپ کی وصیت
 کے شک قرآن اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 کیا ہی وہی صحابہ مدوحین ہیں **فصل رابع** بیان معاد میں جانتو کہ
 اللہ تعالیٰ نے خلق کیا انسان کو اور عطا کیا اوسکو علم قدرت اور ارادہ
 اور ادراک اور قومی مختلفہ اور گردانا ہی اوسکے زمام اختیار کو
 اوسکے ہاتھ میں اور اوسکو تکلیف دی ہی تکالیف شافہ کی اور
 مخصوص کیا ہی اوسکو ساتھ الطاف خفیہ و جلیہ کے واسطے ایک
 غرض کے جو عائد ہوگی طرف اوسکے اور نہیں یہ مگر ایک نفع ایسے
 کمال کا جو نہیں حاصل ہو سکتا مگر بذریعہ کسب کے اسواسطے کہ اگر
 ممکن ہوتا یہ امر بلا واسطہ تو خلق کرتا وہ اوسکو متصف اوسی کمال کے
 ساتھ ابتداء اور جبکہ دنیا دار تکلیف ہو تو وہ دار کسب سے اور
 فرور ہو کہ زندہ رہے انسان ایک مدت تک کہ ممکن ہو تحصیل ایسے
 کمال کی بیچ اوس مدت کے اور بعد ازان رجوع کرے وطن
 دار جزائی کے اور نام رکھا گیا ہے اوسکا دار آخرت مقدم وہ چیز

کہ جس کی طرف انسان اشارہ کرتا ہے جس کے وہ لفظ انا کہتا ہے جس کے
 معنی میں کہے ہیں وہ جو ہر مجرہ ہے یعنی ایک موجود بالذات اور مجرہ ہے
 مادہ اور جسمیت سے کیونکہ اگر عرض ہوتا تو ہر آئینہ محتاج ہوتا ایسے محل کا
 جو متصف ہوتا ساتھ اویسکے اور نہیں متصف ہوتی کوئی شئی ساتھ
 انسان کے بالضرورت یعنی بالبداهت بلکہ وہ متصف ہوتا ہی ساتھ
 اوصاف کے جو غیر اویسکے ہیں تو انسان جو ہر ہی اور اگر وہ صاحب ضم
 یعنی قابل اشارہ حسیہ ہوتا تو ہوتا ہی بدن یا کوئی شئی اویسکے جوارح
 یعنی اعضا سے جو نہیں متصف ہوتے ساتھ علم کے لیکن وہی انسان
 بالضرورت وبالبداهت متصف علم کے ساتھ ہوتا ہی تو انسان ہوگا
 جو ہر مجرہ عالم اور بدن اور تمامی جوارح آلات اویسکے ہونگے اوس کے
 افعال میں اور ہم نام رکھتے ہیں اویسے جو ہر مجرہ کا اس مقام ذکر
 میں روح تکملہ یہ قول کہ یہ نفس ناطقہ اور روح انسانی جو ہر مجرہ ہے
 جسکی تصریح بیان محقق علیہ الرحمہ نے کی ہے قول ایک جماعت متکلمین اور
 علی العموم جمیع حکماء نامی کا ہی مگر ایک دوسرے قول یہ ہے کہ نفس ناطقہ
 اور روح انسانی جسمانی ہی اور اسیکے قائل ایک جماعت کثیر متکلمین کے
 ہی اور قرآن و احادیث کا ظاہر ہی یہی معلوم ہوتا ہے اور اس پر
 بہت سے دلائل قائم ہو سکتے ہیں بلکہ اس باب میں دعویٰ بالبداهت

ممکن ہے کہ فی الواقع نہیں ہو وہ شے جس پر مدار علم و حیات انسانی کا ہے خارج جسم
 انسان سے اور یہ لائق تسلیم نہیں ہے کہ کوئی جسم کیسا ہی لطیف ہو تصفیم
 کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے اور جو لوگ وح انسانی کو جسمانی کہتے ہیں انہیں بہت
 اختلاف ہیں اسباب میں کہ وہ کل جسم انسان یا کوئی خرد جسم انسان کا ہے لیکن
 قول اقرب الی الصواب یہ ہے کہ وہ ایک خرد و لطیف جسمانی ہے جو تمام اعضا میں ساری
 اور اوپر مدار علم و حیات انسان کا ہے اسباب میں بھی اختلاف ہے کہ مادہ اوس کا کیا
 بعض اوس کو جسم ہوائی بعض جسم ماری اور بعض عناصر رباعہ کہتے ہیں اور بعض
 کا قول ہے کہ وہ اجسام نوریہ سماویہ لطیفۃ الجوہر میں جنکی طبیعت زیادہ تر مشابہ
 ضوء آفتاب سے ہے اور وہ تھل و تبدل اور تفرق و تفرق کو قبول نہیں کرتے
 اور جب بدن پیدا ہو جاتا ہے اور مستعد قبول روح کا ہوتا ہے تو بحکم اللہ تعالیٰ
 یہ اجسام سماویہ اوس میں نفوذ کر جاتے ہیں مثل نفوذ آگ کے کوئلہ میں اور
 مثل نفوذ تیل کے تل میں اور مثل گلاب کے گلاب کے پھول میں مگر ممکن
 ہے کہ یہ کہا جائے کہ بنظر اوس کے نورانی ہونے کے اور بنظر اوس کے کمال
 لطافت کے اور نیز بنظر بعض احادیث خلقت روح اور خلقت نور محمدی صلی اللہ
 علیہ وآلہ برنظر کر کے یہ گمان ممکن ہے کہ ارواح انسانی کا مادہ خلقت مشابہ ہو مادہ
 افلاک اور کوکب اور ارون النوار سے جو کہ زیر عرش مخلوق ہو ہی ہیں اور
 باختلاف مراتب ارواح انہیں مواد میں سے کسی مادہ کے مشابہ مادہ سے

پیدا ہوئی ہیں اور یہ قول درحقیقت بہت قریب ہے اور اس قول سے حسین
 روح کو اجسام فیزیہ سے تسلیم کیا ہے لیکن اس باب میں حکم قطعی ممکن
 نہیں کہ یہ اسرارِ حکمت اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اس میں غور و سوا سے مزید تشریح
 کے اور کوئی فائدہ نہیں رکھتا اور اس وجہ سے جب سوال کیا گیا تھا روکی
 نسبت تفسیر ان میں بھی جواب مرحمت ہوا کہ **قُلِ السَّابِقُونَ** آفرین ہوئے
 ہیں کہ وہ صریح ایک حکمِ فعل سے رب کا ہے اور عندا مقام میں غور کرتے نہیں
 زیادہ غلطی ممکن ہے پس کوئی ضرورت زیادہ غور کی نہیں اور بنظر اس کے
 کہ روح انسانی فی الواقع ایک عالمِ صفت اور ایک عالمِ حکمت ہے یہ کہنا
تبارک الذی احسن الخالقین والحمد لله رب العالمین
 صحیح ہے کہ اجزاء سے بدن انسان کا اور تالیف کرنا اور کالینے مرکب
 کر دینا اور نکالنا مثلاً اسکے کہ وہ تھا اور عادہ کرنا اسکے رفیع مدبر و کا طرف
 و اسکے نام رکھا جاتا ہے یا ہم حشر اجساد یعنی حشر اجسام اور یہ ممکن ہے اور
 اللہ تعالیٰ قادر ہے تمام ممکنات پر اور عالم ہی تمام ممکنات کا اور جسم قابل ہے
 یعنی بقاوت رکھتا ہے تالیف کی تو اللہ تعالیٰ قادر ہے اور میرا دسی حشر کے
 اصل انبیاء نے تمام خبر دی ہے حشر اجساد کی اور وہ مناسب ہے صحت
 کلیہ کی پس حشر اجساد حق ہے بسبب عصمت انبیاء کے اور جنت و نار جہنم
 ہونگے اور جہاد عدہ انہیں انبیاء نے کیا ہے وہ خلق ہو چکے ہیں

ہیں تاکہ استیفاء کیا جائے حقوق مکلفین کا از شتم ثواب و عقاب کہ اور
 اس بطرح سوال سنگین اور غدارشہ قہر اور عسراط اور تشاشر کتب کا ایسے پیش
 ہونا نامہائے اعمال نیک و بد کا اور گویا ہونا جوارح کا اور سوار سے جسکی
 خبر دی ہے انبیاء نے احوال آخرتہ میں سے وہ سبب حق ہیں بسبب اولیٰ
 نمکن ہوئیے اور خبر دینے انبیاء نے صادقین کے ہدایہ اعادہ معدوم کا
 محال ہو کر نہ لازم آئیگا تحلیل عدم کا بیچ وجود واحد کے پس ہو گا وہ وجود
 وجود شنین اور یہ محال ہی اور یکہ شر جاد حق ہوا تو واجب ہوا کہ نہ معدوم
 ہون اجزا سے بدن مکلفین و خیرار و ارجح اون کی بلکہ تبدیل ہوتا لیکن
 مزاج اور فنا جسکا اشارہ واقع ہے گل من علیہما فان اور نیز گل
 شعی ہذا لک کا کچھ نہیں اوس سے کناہ طرف اسی تبدیل تالیف و مزاج
 کے ہی بحث فلاسفہ نے کہا ہے کہ شر جاد محال ہے کیونکہ جو جبکہ معدوم
 ہو مزاج اوسکا اور متعدد ہو گا قبول نفس کیلئے مستحق ہوتا ہی فیضان
 نفس کا بجانب عقل فعال کے پس اگر تصدیف ہوں اجزا بدن میں
 ہوت شر جاد مزاج کے تو مستحق ہونگے ایک نفس کے بجانب
 عقل کے اور ضرور ہے کہ فیضان کرے عقل فعال کیسے ہو گی کیونکہ فیضان شر کا
 ایسے مادہ پر جو قابل ہو جو معدوم شکل بعد فیاض کے ضرور ہی پس اگر اعادہ
 کہ اوس کے طرف اوسکے نفس اوائی جوا و سکود نیابین حاصل ہے

تیار نہ آجکا اختراع نہیں کہ بدن واحد بین اور نہ محال ہو بالضرورت اور
 ہم نے جبکہ ثابت کیا کہ وجود قائل مختار کو اور باطل کیا ہوا دن کے
 قدام کو تو ہم غلط نہیں ہیں طرہ جواب ان نہایات کے کیونکہ قائل مختار
 کے جانب سے ممکن ہی کہ نہ فیضان کرے جسموں پر سو اسے نفس کو
 کے بموجب اپنے اختیار اور مقتضائے حکمت کے مکملہ محقق علیہ الرحمۃ
 اور ایک جماعت تشکیل دے اور معدوم کو محال تسلیم کرنے ہیں اور اس وقت
 یہ لوگ اس کے قائل ہو گئے ہیں کہ معاویہ جسمانی کی حقیقت یہی ہے کہ جسم
 کی ترکیب اور تالیف مزاج کو بروقت موت فنا لاحق ہوتی ہے اور روح اور
 اجزاء اسے اسلیبہ جسم باقی رہتے ہیں اور بروقت قیامت او نہیں اختار
 کو ترکیب اور تالیف و مزاج بحکم اللہ تعالیٰ کے عطا ہو کر روح سابق
 اس سے متعلق کر دیا جائیگا پس وہ سب بدستور سابق زندہ رہیں گے
 اور وہ سب اقول یہ ہے کہ اجسام اور ان کے اجزاء بعد موت فنا ہو جائیں گے
 ہیں اور صرف روہیں باقی رہتی ہیں اور بروقت قیامت اللہ تعالیٰ اور ان
 ابدان مثل ابدان سابق کے پیدا کر کے اوہیں روہوں کو داخل کر دیگا
 اور وہ بدستور سابق زندہ ہو جائیں گے نیز سب اقول یہ ہے کہ تالیف و اجزاء بعد
 موت سب فنا ہو جائیں گے ہیں اور صرف روہیں باقی رہتی ہیں اور بروقت
 اللہ تعالیٰ اوہیں ابدان سابقہ کو عینہما و نہیں اجزاء اور اوہیں تالیف کو

ساتھ بعدینہا پیدا کر دیا اور چون کو اور نہیں بدیون بین داخل کر دیا
 اور سب بدستور زندہ ہو جائینگے اور ایک قول آنرا در بعض مشکلیں کا قول
 مستقام پر یہ ہو کہ اعادہ معدوم محال نہیں ہے بلکہ جسطرح ایجاد اول ہونے
 تھا اوسطرح ایجاد ثانی ممکن ہے اور تخلل عدم کا درسیان وجود واحد کے
 جسکا حاصل یہ ہے کہ وہی وجود سابق پھر ایک زمانہ مابعد میں دوبارہ پیدا ہوتا
 ہے محال نہیں ہے اور نہ اس کے وجہ سے وجود واحد کا دوبارہ وجود جائنا لازم آتا ہے
 پس یہ لوگ اس کے قائل ہیں کہ قافی اجزاء اور تالیف اور فروع سب بر وقت
 موت فنا ہو جاتے ہیں اور ہر وقت قیامت سب بر زمین بھی فنا ہو جاتے ہیں
 اور پھر از سر نو اللہ تعالیٰ اجزاء اور تالیف اور فروع کو پیدا کر دیا اور سب
 زرع ہو جائینگے اور اس قول کی تائید ظاہر بعض آیات و احادیث سے ہے
 زیادہ ہوتی ہے اور دیگر اقوال کے بھی مؤید بعض آیات و احادیث ہیں
 جسکا ذکر کتاب بحار الانوار میں مع دلائل عقلی و نقلی ہے اور جو محققین
 قول کو محقق علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہے اس کے مؤید آیات و احادیث بھی
 ہیں اور دلائل حکیمانہ بھی زیادہ اوس کی تائید کرتے ہیں مگر اسباب میں
 زیادہ غور ضرور نہیں ہے کیونکہ اس عقیدہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ سب آدمی
 اور وہ اجسام جو مشور ہونگی دوبارہ زرع کی جائیں گی مگر اوسکی کیفیت کا
 جاننا کہ کیونکر زندہ کئے جائیں گے کہ ضرور نہیں ہے ہر کسملہ زرعیت و عمل

مثل معاد کے دوبارہ زندہ کرنا صحی اموات کا ہر پس وہ ممکن صحی مثل معاد کے
 اور اللہ تعالیٰ تا اور صحی اس پر اور احادیث کثیرہ در بعض آیات سے علما
 اور سکون ثابت کرتے ہیں اور قصص قرآن میں علودہ ہر بار رون آویں ایک دفعہ
 بعد مرنے کے اور بعد مدت دراز کے زندہ ہو گئے تھے تو یہ عمر مثال بھی
 موجود صحی اور یہ بھی حدیث میں بھی کہ ویسا ہی اس امت میں ہو گا اور کوئی حق
 نہیں کہ تقدیق او کی تکجائے پس رجعت یعنی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام کا پھر دنیا میں آنا اور کامل مؤمنین کا بغیر
 معاینہ آثار قدرت الہی اور اس طرح دشمنان کامل الہیت علیہم السلام
 کا پھر نہ ہو کر دنیا میں قبل عذاب آخرت کے معذب ہونا ضرور امتیازی ہے
 حاصل ثواب اور عقاب جو موجود ہیں وہ وائمہ ہونگے اور جو مستحق ثواب
 علی الاعمال کا ہو گا وہ غلہ ہو گا جنت میں اور جو مستحق ہو گا عقاب علی
 الاعمال کا مثل کفار کے تو غلہ فی النار ہو گا اور جو شخص کہ نہ مستحق
 ہو ثواب و عقاب کا مثل حبیبان اور مجاہدین اور استغنیفین کے نہیں ہیں
 ہو گا کہ ہم مطلق سے معذب کرنا اونکا پس داخل ہونگے وہ بھی جنت
 میں ہوگی جو کہ جمع کرے گا دونوں استحقاق کو یعنی استحقاق ثواب و عقاب
 کو ہوگا کہ وہ عقاب دہی نسبت طلاقا بلاتجہین ہوئی ہوگی تو کس پر
 پس بعد اسی مکان عام کے یک جہت کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے

اور اس واسطے کہ اس نے وعدہ منکویا ہی یا وجود مستحسن پہونے عفو کے بھی
 اور خلف وعدہ کا قبیح معی اور علاوہ ازین غرض اس کے خلق سے ثواب
 دیتا اور سکا تھا پس عذاب کرنا اس کا نقیض اس کے غرض خلقت کا ہے
 اور اگر نہ نصیب ہو گا اور سکو عفو اللہ تعالیٰ کا یا کہ مذنب ایسا ہو کہ اس کی
 نسبت وعدہ عذاب بالیقین ہوئی ہو تو یا آنکہ ضبط یعنی ساقط ہو گا ایک
 استحقاق بسبب استحقاق آخر کے یا کہ نہ ضبط یعنی ساقط ہو گا کوئی
 استحقاق او نہیں سے بوجہ آخر کے اور صورت ثانی میں یا کہ اس کو تو
 دیا جائیگا جنت کا اولاً اور بعد از ان اور سکو عقاب کیا جائیگا یا آنکہ اس کے
 بالعکس کیا جائیگا یعنی اول عقاب کیا جائیگا اور بعد از ان ثواب دیا جائیگا
 ساتھ جنت کے حل شہہ۔ مذہب اول وہی اسقاط احد
 الاستحقاقین کا بسبب استحقاق آخر کے مذہب و عید یہ کا ہے
 مغزلیہ میں ہے اور وہ نہیں جائز رکھتے ہیں عفو کو مگر صغائر میں پس مذہب
 ابو علی جبائی کا یہ معنی کہ استحقاق زائد استحقاق ناقص کو ضبط یعنی ساقط
 کرتا ہے اور وہ خود بکمال باقی رہتا ہے اور وہی احباط یعنی اسقاط ہے
 جو اہک و احادیث میں مذکور ہے اور مذہب اس کے بیٹے ابو ہاشم
 کا یہ ہے کہ نہیں باقی رہتا مع ذلک میں سے بعد تاثیر کے مگر اس قدر
 جو خاضل ہو مقدار استحقاق ناقص سے اور باقی ساقط ہو جاتا ہے

بوجہ ناقص کے اور ہی موازنہ یعنی وزن کر نیسے اعمال خلافت کے
 اور ہوگا حکم ہر سبب فاضل کے قدر استحقاق میں سے خواہ وہ استحقاق
 ثواب ہو خواہ استحقاق عقاب ہو اور یہ دونوں مذہب باطل میں بوجہ او
 سببی ہو نیکی کے اوپر تاثیر استحقاق کے اور یہ غیر معقول صحیح کیونکہ استحقاق
 امراضانی صحیح اور اصناف نہیں موجود ہوتی خارج میں دیگر نہ لازم آئے
 تسلسل کیونکہ اگر موجود ہو تو اس کے لئے محل ضرور ہوگا اور اس محل
 اور اس اصناف کے درمیان میں نسبت اور اصناف ہوگی بوزر بھی موجود
 ہوگی اور میں اور بھی اس طرح کلام کیا جائیگا اور یہود اصناف غیر متساوی
 کا خارج میں لازم آئے گا اور جو نہیں موجود ہوتا خارج میں نہیں معقول ہے
 تاثیر اور تاثیر اس کا اور اگر ہم قائل ہوں وجود خارجی استحقاق کی پیدل
 تزل تو کہیں گے ہم کہ یا انکہ پائے جائیگی دونوں استحقاق متساوی نہیں
 اعداد اول مقتضی ہوگا کہ ہوں دونوں استحقاق ضدین اور یہ منافی ہم
 ان کے مذہب کے اور علاوہ ان میں ایک اور میں سے ہوگا اولی تاثیر اصلا
 میں دوسرے سے بموجب مذہب الی علی کے اور صیوقت کہ ساقط ہوگا
 ایک بوجہ آخر کے موازنہ میں تو کیونکہ ساقط ہوگا آخر بسبب اس کے
 اس واسطے کہ تاثیر معدوم کی موجود میں غیر معقول ہے اور صورت ثانی
 یعنی یہ کہ دونوں استحقاق متساوی پائے جائیں تو نہ معقول ہوگی تاثیر

ایک کی اونچین سے آخر میں اور نہ وارد ہوگی ہم پر اشکال بوجہ امداد کے
 کیونکہ ہم نہیں حکم کرتے ساتھ تاثیر ہر واحد کے اونچین سے آخر میں ان کی
 مذہب ثانی اور وہ یہ صحر کہ اول ثواب دیا جائے پھر بعد از ان عقاب
 کیا جائے پس وہ مستر وک صحر بالا جماع پس نہیں باقی رہتی ہر گز صورت
 ثالث اور وہی یہ صحر کہ عقاب کیا جائے بعد عقاب منقطع ایک مدت فاصلہ
 بعد ازاں فخلد فی اجنت ہوا اور وہی حق اور مناسب ساتھ عدل اللہ تعالیٰ
 کے صحر اور جس سے کہ تعبیر کی ہے ساتھ میزان کے وہی کتابہ صحر عدل سے
 و در باب جزائے تکملہ اللہ تعالیٰ چونکہ عادل جو اول ولد النہ نبی و جہ اصول
 عدل پھر حال مستحق ثواب ہوگا در صورتیکہ وہ مؤمن ہو اور اعمال صالحہ
 انجام دے اور در صورت کفر و عصیان وہ مستوجب عقاب ہوگا عدل اللہ
 شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی اہل کبار کے لئے ثابت ہے کیونکہ
 جسے عفو اہل کبار کو جائز رکھا ہے جائز رکھا ہے شفاعت مذکورہ کو اور
 جسے نہیں جائز رکھا عفو مذکور کو اور جسے نہیں جائز رکھا شفاعت مذکورہ
 کو اور جبکہ مذہب ثانی باطل کیا گیا تو ثابت ہو گیا مذہب اول تکملہ مستحق
 آیات و احادیث منقول ہیں جسے شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ امرا کے
 عظیم استلام کی بلکہ شفاعت کے نامو منین کا طین کا ثابت صحر پس استقامت
 شفاعت کا ضروری جبکہ بہ امر ممکن اور کمال رحمت و مغفرت اللہ تعالیٰ کی

نظر سے انسب صحیح اور اصول عدل کے متبے خلاف نہیں فاعلم +
ایمان تصدیق کرنا ہر اوس چیز کا کہ واجب ہر تصدیق اوسکی دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور یہ تفسیر اقرب ہے اوسکے معنی موضوع
لغوی سے بمقابلہ اوسکے جو تفسیر اوسکی وعید یہ فی کی ہے اور وہ یہ
ہو کہ ایمان تصدیق بقلب اور اقرار بربان اور عمل بذریعہ اعضا
ہر اور بموجب تفسیر اول کے اہل کبائر تصدیق کرنے والے ہیں پھر
وہ مومن ہیں اور وہ مستحق ہیں ثواب دائم کے کیونکہ وہی عوض ایمان
کا ہے فائدہ و حوش و طہور محشور ہونگے جیسا وعدہ ہوا ہے اوسکا
قرآن میں واسطے اونسکے انصاف کے اور واسطے پہونچانے عوض آلام
کے طرف اونسکے جیسا لایق ہے عدل اللہ تعالیٰ کو اور اسطرح
مکلفین وغیر مکلفین پہونچایا جائیگا اونسکو عوض اونسکے آلام کا اور جو
وعدہ ہوا ہے اونسکے حق میں اور حساب کیا جائیگا سب کا بذریعہ ایک
حساب صحیح کے جو حق ہے ختم و نصیحت جبکہ فارغ ہوے ہم اوشی
کہ وعدہ کیا تھا ہم نے پس چاہئے کہ ختم کریں ہم کلام کو اوپر نصیحت کے
اور وہ یہ ہے کہ جو نظر کریگا ساتھ اپنی نظر عقل کے اور شائدہ کریگا
حکمت کو اپنی بنائی ہستی میں واجب ہوگا اوسپر یہ کہ جانے غرض کو
جسکے لئے اوسکے خالق نے اپنے فضل و کرم سے اوسکو خلق

کیا ہے اور نہ ضایع کرے اوس غرض کو اپنے تفریط و جہل سے ورنہ وہ
 مبتلائے شقاوت عظیمہ ہوگا اور اوسکو پہونچیکا نقصان ظاہر و فقنا^{لله}
 تعالیٰ ایاکم سعاده الدین محمد والہ اجمعین
 یعنی اللہ تعالیٰ ہمکو اور تمکو اسے برادران ایمانی توفیق حصول سعادت
 دین کی عطا فرمائے بحق محمد و جمیع آل محمد تکملہ یہ بشارت عظمیٰ قرآن اور
 بہت سے احادیث میں ہے مؤمنین صالحین کے حق میں کہ جنت میں انکو
 نعمائے غیر متناہیہ از قسم اغذیہ و اشربہ و فواکہ لطیفہ نصیب ہونگے
 اور علاوہ ان میں لطف و لذت مقصور و انہار و باغات جنت اور صحبت و معاشرت
 ازواج طیبہ و حور عین نصیب ہونگے اور جو لوگ حوروں کی صحبت کو اور
 انکی ملنے کو خلاف عظمت و جلال جنت تصور کرتے ہیں انکو درحقیقت
 اس امر سے اطلاع نہیں ہے کہ ازواج طیبہ درحقیقت بمعنی نماز
 اللہ تعالیٰ سے ہیں خواہ دنیا میں ہوں خواہ آخرت میں نہ صرف
 بوجہ لطف صحبت خاص بلکہ بوجہ انس و محبت و حسن و معاشرت کے بھی
 اور اگر یہ مسلم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے انبیاء اور اولیاء کو یہ
 نعمت عطا کی ہے اور یہ بھی مسلم ہو کہ خاص جنت میں اللہ تعالیٰ نے
 حضرت آدمؑ کو نہ بوجہ طیبہ یعنی حضرت حوا عنایت فرمائی تھی تو اوسکی
 آخرت میں عطا ہونے میں استبعاد بیجا صحر اور جو اسمائے نعمائے جنت

مذکور ہیں قرآن و احادیث میں مثل دو وہ یا انگور اور شہد اور انار وغیرہ کے
 اول سے مراد درحقیقت یہ صحیح کہ اسی شکل و صورت کی نعمتیں جنت میں عطا
 ہوں گی مگر ان کی کیفیت اور لذت کم و زیادہ حصے انہیں انقسام کی نعمات
 دنیا سے بڑھ ہی ہوگی اور دراصل ایسا فرق عظیم نعمائے جنت اور
 نعمائے دنیا میں ہوگا جس کا بالفعل سمجھنا یا سمجھنا ناممکن نہیں ہے
 اسی وجہ سے یہ وارد ہوا ہے کہ وہ لطف حاصل ہوگا جنت میں کہ جو نہ
 کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور جو نعمات مذکور ہوئی ہیں
 انہیں پر نعمائے جنت محصور نہیں ہیں بلکہ اوسکے علاوہ بہت سے نعمات
 حاصل ہوں گی اور اوسکے تفصیل دریافت ہونا مشکل ہے مجلایہ البتہ
 کہا جاسکتا ہے کہ ادنیٰ ایک جنتی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ لطف
 ایک بڑے شاہنشاہی کے ابدی لطفوں سے بڑھ ہی ہوئے لطفون پر مشتمل ہوگا اور سب
 اعظم نعمت نعمائے جنت سے معرفت کاملہ اللہ تعالیٰ کی ہوگی کہ اوسکا لطف
 احاطہ خیال سے باہر ہے اللہم ارزقنا و اخواننا نعماء جنتک
 الطیبہ و اجعلنا من الممتنعین برحمتک الابدیہ
 خاتمہ محمد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہ یہ رسالہ شریفہ بتاریخ ۱۲ شوال
 ۱۳۹۸ھ شروع کیا گیا اور آج بتاریخ ۲۳ شوال سنہ مذکور ختم ہوا
 اور یہ ایک عمن مختصر رسالہ واسطے دریافت عمدہ مطالب علم کلام کے ہے

جس سے علم یقینی ملت حقہ الہیہ محمدیہ اثنا عشریہ کا حاصل ہو سکتا ہے
 جو لوگ استفیہ ہوں اس سے اونکو چاہی ہو کہ اول محقق طوسی علیہ الرحمہ
 کو جو اصل مصنف اسکے اصل یعنی فضول فی الاصول کے ہیں
 اور بعد از آن راقم آثم مترجم و مولف رسالہ ہذا کو بدعائے خیر
 یاد کریں اور میری دعائے خیر تو سب کے حق میں یہ ہے کہ ربنا
 اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فقط

قطعة تاریخ از مصنف مدظلہ

بشگفتہ سچو گل ز طربہا دل ملول
 تا من یادگار بماند بر مخول
 این است بھیر مقصد حق منہج وصول
 سنہ ۱۲۸۵ ہجری

چون این سالہ طبع شد از فضل ذوالجلال
 تاریخ سخن طبع چو مطلوب طبع بود
 بنوشت شمس از سراج مصرعی
 بخط خاتم سید محمد عفی عنہ

تمتہ خواشی متعلقہ صفحات ۷ - ۱۱ - وغیرہ با جو نہایت
 ضروری خواشی ہیں چھاپ کر شامل رسالہ ہذا کر دئے گئے ہیں
 اذکا ملاحظہ بھی ضرور ہے فقط

حواشی متعلق صفحہ ۷۷ میں مذکور ہو اور معنی اسکے کہ اوس سے خبر دیجائے یہ ہیں کہ اوسکے طرف نسبت
 نفی یا اثبات کسی شے کی کہ جائے اور یہ ظاہر ہے کہ نفی و اثبات کی لفظیں جو اس تعریف میں مذکور ہیں اذکا علم
 موقوف ہو علم وجود پر اور اس طرح وہ تعریف بھی جو کی گئی ہے کہ وجود وہ شے جو کہ جسکے وجود سے ماہیت حاصل
 ہو خارج ہیں اور جو یہ تعریف کی ہے کہ وجود ہونا کسی شے کا ہے اعیان میں ہو اسطیکہ اس تعریف میں بھی
 ہونا شے کا خارج ہیں اور ہونا شے کا اعیان میں جو مذکور ہیں وہ علم و جہل میں مساوی ہیں وجود کے
 ساتھ ۱۲ منہ عفی عنہ کہ کیونکہ ایسی تعریفیں دور پر مشتمل ہیں کیونکہ علم شے کا اوسکی تعریف پر موقوف
 ہوتا ہے اور جبکہ علم ایسی تعریفوں کا سبب علم وجود کے ہوا یا توحید علم وجود کا ہوا تو اب علم وجود کا خود علم وجود
 پر موقوف ہوا اور یہ صریح دور پر پس حتی یہ ہے کہ علم وجود بدیہی ہے اور علم بدیہی ہونے علم وجود کا بدیہی
 ہے اور جو تعریفیں مذکور ہوئی ہیں وہ تعریفیں حقیقی نہیں ہیں بلکہ وہ لفظی تعریفیں ہیں بغرض دفع حقائق کے
 جو بعض اذیان میں ممکن تھی ۱۲ منہ عفی عنہ لفظی تقسیم موجود کی طرف اوسکی دفعہ و تسمیہ جس سے علم معنی واجب
 الوجود اور ممکن الوجود کا حاصل ہو سکتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ کہ کیونکہ تقسیم دائرہ ہر دو میان نفی اور اثبات
 کے یعنی اس تقسیم میں دو تسمیہ ایسی قائم کی گئی ہیں جس میں سے ایک اثبات ایک امر کا ہے اور دوسری تسمیہ
 نفی اوسکی ہے اور ایسے صورت میں کوئی اور قسم ممکن نہیں ہے ورنہ ارتقاء لفظی تقسیم لازم آجگا اور اگر
 مورد تسمیہ معنی مفہوم کو قرار دیں اور یوں کہیں کہ ہر مفہوم کو جب ہم لحاظ کرتے ہیں یا کہ وجود اوس کا
 ضروری ہوگا اور وہ واجب الوجود ہی یا نہ ہوگا عدم اوس کا ضروری ہوگا اور وہ متنع الوجود ہی یا نہ ہوگا وجود
 عدم اوس کا کوئی ضروری نہ ہوگا اور وہ ممکن الوجود ہی یا نہ ہوگا اسطر جسے تین اقسام حاصل ہو گئی جو میان ہیں
 اور تصور انکے مفہومات کی بھی بدیہی ہیں مثل تصور وجود کے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۱۱
 ۱۴ اور سموع ہی چارے کا نون سے مگر حال نہیں ہے چارے ۱۵ مصاحف اور قلوب اور زبانوں اور کانوں میں اور
 اس کلام میں تناقض ظاہر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ معنی یہ ہیں کہ جو کہا ہوا ہے مصاحف میں دال ہے
 کلام پر اور جو محض ہے قلوب میں وہ دال ہے کلام پر اور جو مقدر ہے زبان دال ہے کلام پر اور جو سموع
 ہو کان ہے دال ہے کلام پر مگر اصل کلام قائم بذات اللہ تعالیٰ ہے تو یہ ظاہر ہے کہ یہ معنی غیر ظاہر ہیں
 اور کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایک کلام کہا جائے اور اوسکی تسمیہ غیر متبادر کے ساتھ تاویل نہ کیا
 بھر ہے اور جسے قرآن کے بہت سے آیات قرآن میں تاویل کی ضرورت ہوگی اور بہت سے احادیث
 میں مثلاً اب یہ ہے کہ کلام کے چنانچہ قرآن میں ہے کہ وہ نازل کیا گیا ہے صحیح ہوگا کہ یہ کلام

[illegible]

۴۴ اور در باب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور نیز نسبت جنگ جمل و بصرہ کے اور اسبطر ج کے
 بہت سے معجزات ہیں جنکا ذکر کتب مطولہ میں ہے ۵۰ اسنے عنی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۴۴۴ مہریت کے ہتے
 اور سب پر ایک اطاعت واجب تھی ^{میں سے} یہ کہ قبل نو ماہ جو حسین ام ایما وفات کی بروز عرفہ اور نیز مقام خیمہ
 ذکر اسکے کہ آپ کا زمانہ وفات قریب سے یہ حدیث ثقلین جو نہایت عظیم الشان حدیث متعلق علیہ فریقین سے
 حضرت رسول اللہ نے خاص بطور وصیت نامہ ارشاد فرمائی اور کہا ائی تا صلاۃ فیکم الثقلین کتاب اللہ
 وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتمہما لن تضلوا بعنی لن ینقض عہدی لکم علی الخوص
 اور اسکا حاصل یہ ہو کہ حضرت رسول اللہ نے تمامی صحابہ سے اور انکے ذریعہ سے تمامی امت سے یہ وصیت
 کی تھی کہ میں تمہارے درمیان میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی سنت اور
 دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور جب تک تم تمک کر دگے اوں دونوں سے لینے جب تک تم ان دونوں
 اطاعت خالص و خاص کو دگے ہرگز گمراہ نہو گے اور وہ دونوں جدا نہو گے ایک دوسرے سے پرہائیک
 کہ آئینکے میرے پاس عرض کو شریعہ اور چونکہ بموجب تعمر کات علماء معتبرین فریقین مراد اہلبیت سے
 حضرت علی ابن ابیطالب اور حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ہیں تو
 اس حدیث کا حاصل یہ ہو کہ بعد رسول اللہ کے تا بقیامت مدار ہدایت تمامی امت کا صرف دو چیز
 ہو گا اور واجب اطاعت تمامی امت کے لئے بعد حضرت رسول اللہ کے تا بقیامت صرف دو چیز ہیں
 ہونگے جو قرآن اور اہلبیت ہیں اور قیامت تک اہلبیت یا انکے قائم مقام قرآن کے ساتھ باقی
 رہینگے اور ہمیشہ وہ واجب اطاعت ہونگے اور سوائے قرآن اور اہلبیت کے اور کوئی بالذات
 واجب اطاعت امت کے لئے نہ ہو گا پس اس حدیث میں ایک قسم کی نفی قطعی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
 پر موجود ہے چوتھے یہ حدیث سفینہ متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا ان مثل
 اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من راكبھا نجا ومن تخلف عنھا هلك یعنی مثال ہمارے اہل بیت
 درمیان تمہارے اسے نو مین مثال کشتی نوح کے ہے کہ جو اسپیہ سوار ہوا اسے نجات پائی اور جو اس
 پیہ رہا یعنی اوسین سوار نہوا ہلاک ہوا اور اس حدیث میں صریحاً یہ ارشاد ہوا کہ امت محمدی سے
 جو اہلبیت کی اطاعت کریگا وہی نجات پائینگا طوفان گمراہی سے اور جو اہلبیت کی اطاعت نہ کرے گا
 ہلاک یعنی گمراہ ہو گا اور یہ حکم عام ہے تمام امت کے لئے پس جب اہلبیت تمام امت کے واجب اطاعت
 بموجب ارشاد نبوی کے ہیں تو اسین شیعہ نہیں ہو کہ امامت اور خلافت اہلبیت علیہم السلام کے

جو حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں بخوبی ثابت ہو
کہ ان کے خلفاء اور امام ہی سے جس کی اطاعت تمام امت واجب ہو اور یہ بنظر ظاہر حدیث کی ہے ورنہ وقت
مراد بالعبیہ سے وہ اور اُن کے قائم مقام ہیں جیسے جملہ علماء اہل بیت اور اس طرح امامت جملہ ائمہ اثنی عشر
علیہم السلام کے اس حدیث سے بھی ثابت ہو چکی ہے وہ حدیث بھی جو کتاب اصول کافی میں مذکور ہے
اور جہاں غلط ہے کہ حضرت عباس بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک لوح عظیم اللہ تعالیٰ
جو نواسطہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے عطا ہوا ہے نہیں پاس جناب سیدہ علیہا السلام
کے وہ بھی جو حسین تمام ائمہ اثنی عشر علیہم السلام کے نام لکھے ہوئے تھے اور یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ سب
بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی تشریف آوری خاص ائمہ اور انصیا حضرت رسول اللہ کے
ہوئی اور جن آیات کی جانب اشارہ ہے اوغنی سے بعض آیات یہ ہیں اول **أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ**
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُحْيِي الْوُجُوهَ وَيُمِيتُهَا وَمَا لَكُم مِّنْ شَيْءٍ
أُوذِيَ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے حاکم تمہارا ہے مومنین مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان
لائے اور جو قائم کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور ان حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں
اور بالاتفاق تھا سیرت و تفسیر یقین سے ثابت ہو کہ یہ آیہ اس وقت نازل ہوا تھا جبکہ حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے حالت نماز میں انگوٹھی سائل کو دی تھی اور اس یوسف سے یہ آیہ شریفہ ضرور آپ کی شان
میں نازل ہوا ہو پس جو جناب اس آیہ کے یہ ضرور واجب التسلیم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے نص اور تصریح
فرمادی تھی کہ حکومت تمامی مومنین کی صرف اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ اور حضرت امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کو حاصل ہے پس اس سے بھی امامت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بخوبی ثابت
ہے دوسرے آیہ کریمہ **إِنَّمَا أَنتَ مُنَادٍ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ** جس کے معنی یہ ہیں کہ اسے
رسول اللہ نہیں ہو سکتا اور نہ انھوں نے ہر قوم کے لئے ایک مادی ہے اور معتبر مفسرین فریقین نے
تسلیم کیا ہے کہ مراد مندرجہ رسول اللہ ہیں اور مراد مادی سے اس آیہ میں حضرت امیر المومنین
ہیں اور اس طرح قرآن میں تصریح ہو چکی ہے کہ ہر قوم کے لئے مادی جناب امیر المومنین
علیہ السلام ہیں تو آپ کی امامت کو جیسا کہ قرآنی ثابت ہوئی تیسرے آیہ کریمہ **أَطِيعُوا اللَّهَ**
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اطاعت کرو ای
مومنین اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور اُن کے جو صاحب حکم ہیں تم میں سے

اور ائمہ علیہم السلام نے اسکی تفسیر میں یہ ارشاد کیا ہے کہ مراد اولی الامر یعنی صاحبان حکم سے ہے
 اثنا عشر علیہم السلام ہیں اور احادیث ثقلین سفینہ سے بھی تفسیر میں اسکی ہوتی ہے کہ در حقیقت یہ
 تفسیر صحیح اس آیت کی ہے چوتھے آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع
 الصادقین سے جسکے یہ معنی ہیں کہ اے مومنین تم ڈرو اللہ سے اور حقیقت سے ساتھ جاؤ تو اس کے
 رہو اسکی بھی تفسیر میں ائمہ علیہم السلام نے یہ فرمایا ہے کہ مراد صادقین سے ائمہ اثنا عشر
 علیہم السلام ہیں اور اسکے بھی ہوندا حدیث ثقلین اور سفینہ میں پانچویں آیت کریمہ
 وَاخِصِّمُوا بَيْنَكُمْ لِلَّهِ حُجَّتًا وَلَا تَفْسَدُوا فُؤَادَ الْمُؤْمِنِينَ
 تم اللہ کے کھن یعنی وسیلہ سے منسلک کرو سب کے سب اور متفرق نہ ہو اور اسکی بھی تفسیر میں
 یہ منقول ہے کہ مراد اصل اللہ سے جابا میر المومنین علیہ السلام ہیں پس اس سے بھی امامت
 حضرت کی ثابت ہے جب سب امت کو حضرت کی ذات سے منسلک کرنے اور اطاعت کرنے کا
 حکم ہوا ہے اور سوا اسکے بہت سے آیات و احادیث سے علمانے امامت اثنا عشر علیہم السلام
 پر استدلال کیا ہے جو کتب معتبرہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ عنی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۳۴۳ م معبود
 سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے اور خود رسول اللہ تعالیٰ کے ہیں اور تم اسے علی رضی اللہ عنہ کے اور سر دار اور وصیا ہو
 تیسرے ایک دفعہ ایک صورت ام فروہ نامی کو جو مرگئی تھی حکم خدا زندہ کیا چوتھے ایک دفعہ ایک شخص مدد کو نامی کو جو
 مرگیا تھا حکم خدا زندہ کیا اور علاوہ ان میں مکرر اسوات کو حکم خدا زندہ کیا پانچویں یہ کہ بروقت آغاز جنگ خوارج کے
 آپ نے یہ کہا تھا کہ ہمارے لشکر کے آدمیوں میں سے پورے دس آدمی ہمارے جائینگے اور انکے لشکر کثیر
 میں سے پورے دس آدمی نہیں بچینگے اور بعد اختتام جنگ جب حساب کیا گیا تو ایسا ہی ہوا تھا چھٹے آپ نے
 ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر شہادت امام حسین کی دی تھے اور مقام قتل گاہ دکھا دیا تھا اور سب حالات
 بیان کر دئے تھے اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ابن سعد حضرت امام حسین کو قتل کر چکا اور یہ صحیح پیشین گوئی تھی
 ساتویں یہ کہ بروقت نزاع خلافت حضرت نے خلیفہ اول کو دکھلایا تھا اور خلیفہ صاحب نے دیکھا تھا
 کہ حضرت رسول اللہ اکرم سے ہوئے ہیں اور خلیفہ صاحب سے فرماتے ہیں کہ خلافت حق علی کا ہوا ہے جو آلہ
 کردے ورنہ عذاب آخرت میں مبتلا ہو گا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپ نے
 حکم خدا مردہ کو زندہ کر دیا دوسرے یہ کہ جب والی شام سے اپنے صلح کر لی تو لوگوں کو اسباب میں شہید ہوتا
 کہ آیا یہ صلح کرنا اچھا درست تھا یا نہیں پس آپ نے حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو

کہلا دیا اور اس وقت تک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو دیکھا اور حضرت حمزہؓ اور
 حضرت جعفرؓ کے ساتھ آئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ سے ارشاد کیا کہ یہ شخص علیؓ کا بیٹا
 ہے اور ضرور بہت بڑے عہدے پر ہوگا۔ یہ کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ نے یہ بھی اور دوسری بڑی کہ تو نے ظاہر
 نہیں کیا کہ یہ باتیں کی باتیں حال آنکہ آپ کوئی ذلیل و سفلہ حال کے دریاخت کا سوا ہے اس کے
 ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے اعلیٰ و دی ہستی پر پہنچا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ سچی باتیں تو آپ
 ایسا کہیں کہ وہ شخص عورت ہوگا اور اس کی زبان پر چوہا آئے دعا کی اور وہ شخص عورت ہو گیا اور
 اس کی زوجہ مرد ہو گئی اور بعد ازاں جب ایک شخص کے لئے وہ انہوں نے توبہ کی اور درخواست کی
 تو آپ نے دعا کی اور وہ اپنے اعلیٰ حالت پر آگیا۔ پھر جو ایک دفعہ منہ نہیں پرستتا اور اپنے
 دریاخت کا ساتھ حضرت امام حسینؓ نے دعا کی اور حکم خدا فوراً منہ سے نکلا اور پھر حضرت
 امام حسینؓ علیہ السلام کے ایک بیٹے کو کہ جب اللہ کے داعی برحق کو پوچھو بیان دو تو انہوں نے کہا کہ تمہارا پنا
 ہاں وہاں لگا کے حکم خدا پہنچا کر دیا دوسرے یہ کہ ایک مؤمن مالدار بلا وصیت مر گئی تھی اور
 اس کی بیٹی نے آپ سے اس کی اطلاع کی آپ نے اس کے مکان پر جا کر دعا کی اللہ تعالیٰ سے کہ اس کو
 زندہ کر دے تاکہ وہ وصیت کرے وہ زندہ ہو گئی اور وصیت کی اور بعد ازاں پھر وہ مردہ
 ہو گئی تیسرے یہ کہ خواہ غلام حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے دیکھا تھا کہ حضرت علیؓ علیہ السلام
 تیرا تے ہیں اور لاکھ آجائیں آپ کے دل پس ویدیت ہیں اور اس وجہ سے اونکی آنکھوں کی بینائی جاتی
 رہی تھی اور حضرت امام حسینؓ نے اونہوں نے اس کی شکایت کی آپ نے اس کا پناہ اونکی آنکھوں
 پر پھیر دیا بفضل اللہ تعالیٰ بدستور مینا ہو گئی چوتھے یہ کہ بعد شہادت سراقہ سراقہ پچانیزہ پر
 تلاوت قرآن کی کرتا تھا اور کلمات ہدایت کے ارشاد فرماتا تھا یا بخون یہ کہ ایک سفر میں ہمراہ
 رکاب آئے ایک شخص اولاد زبیرین سے تھا جو آپ کی امامت کا معتقد تھا آپ نے ایک درخت
 خشک خرمہ کی نسبت دعا کی اور وہ فوراً سرسبز ہو گیا اور میوے تازہ اور رسیدہ فوراً اوٹھ
 لگ گئے اور لوگوں نے وہ میوے ٹوڑے اور کہاے اور پھر انحضرت حضرت امام علی بن الحسین
 علیہ السلام کے ایک بیٹے کو کہ آپ کی دعا سے حکم خدا پانی جو پشت میں تھا قوت سرخ اور زمرہ سرخ
 اور موتی سفید ہو گیا اور آپ نے وہ ایک مؤمن کو دئے جو ہر سال آپ کے لئے ہدیہ لاتا تھا اور
 اوس سال جب چلا تھا تو اس کی زوجہ نے کہا تھا کہ تو ہر سال ہدیہ حضرت کے لئے لجاتا ہے

کہ حضرت جبکہ کبھی کہہ نہیں دیتے ہیں اور ہر وقت دینے ہوا ہر اک کے آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمارے چاہنے سے
 اپنی زوجہ سے عذر کرنا اور کہنا کہ ہم تیرے ہدایا کا درحقیقت عوض نہیں کر سکتے ہیں اور جب بعد
 از ان زوجہ اسکی مشتاق زیارت ہو کر آتی تھی اور قبل حضرت کی زیارت کے مرگئی تھی اور اس حال
 کی اس مؤمن نے حضرت کی خدمت میں اطلاع کی تو آپ نے وہ رکعت نماز پڑھ کے دعا کی اور وہ حکم
 خدا زندہ ہو گئی اس بعجزہ میں دو معجزے تو صاف مذکور ہیں اور ایک تیسرا معجزہ یہ بھی تھا کہ حضرت
 کو اس مؤمن کی جو رو کی گفتگو کی اطلاع ہو گئی حالانکہ حضرت وہاں موجود نہ تھے دوسرے یہ کہ
 سعید ابن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت نے سبھی رسول اللہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور بعد ازاں
 تبیح خدا پڑھی تو جتنے درخت اور سنگریسے کہ حضرت کے غائب سب تبیح پڑھنے لگے تیسرے یہ کہ
 جب آپ سے اور آپ کے چچا محمد ابن حنفیہ سے درباب امامت کے کچھ گفتگو ہوئی تھی تو محمد حنفیہ نے حجر اسود
 چاہا کہ اس کے حق میں گواہی دے کوئی جواب نہیں ملا مگر جب حضرت نے حجر اسود سے اپنے امامت کی
 گواہی چاہی تو حجر اسود نے انکی امامت کی گواہی دی اور محمد ابن حنفیہ نے آپ سے عذر کیا کہ جو
 یہ کہ ایک دفعہ ایک نابینا لڑکے کو حضرت کے پاس لائے اپنے اپنا ماتھا اسکی آنکھوں پر پھیر دیا
 وہ حکم خدا بنا ہو گیا ایک گونگے کو لائی اسکو حکم خدا گویا کر دیا اور ایک ایسے شخص کو لائے
 جسکے پاؤں بیمار ہو گئے تھے اور جس و حرکت نہیں کر سکتا تھا اس پر آپ نے اپنا ماتھا پھیر
 دیا اور وہ حکم خدا اجما ہو گیا اور سنجابی چلنے لگا پانچویں یہ کہ ایک دن آپ نے یہ بیان کیا کہ رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک دن ایک ہرن کو ایک انصار کے اس سے طلب کر کے ذبح کرایا
 اور صاف کرا کے اسکو بہنویا اور اہل بیت اور بعض صحابہ خاص کو حکم دیا کہ اس میں سے
 کھاؤ مگر پڑھی کو نہ توڑو بعد از ان جب اسکو کھا چکے اور سب چلے گئے تو وہ انصار اپنے
 دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ وہ ہرن اس کے دروازہ پر کھیل رہا ہے بعد از ان امام علیہ السلام
 نے خود بھی ایک ہرن منگایا اور اسکو ذبح کرایا اور اسکو لوگوں سے بہنویا اور اسے
 کھا کہ اس میں سے کھاؤ اور پڑھی کو نہ توڑو جب کھا چکے تو وہ ہریان اس ہرن کے
 کمال میں ڈال دین اور حکم خدا وہ ہرن زندہ ہو کر گھڑا ہو گیا اور بخلا مشجرات حضرت
 امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک یہ کہ منصور بن ابوجعفر روانہ تھے کو جب وہ زمانہ ولادت بنی
 اس میں بنی ہاشم بنی امیہ کا بچا گھر لایا ہوا تھا آپ نے پوچھا کہ وہ اور اسکا بچا کون ہے

سلطنت پر کامیاب ہو گا اور حکم خدا دیسا رہی ہو اور تشریف یہ کہ ایک سفر میں ایک شہر کے درخت خشک
آپ نے کہا کہ کو طعام دے اور اوس میں سے فوراً حکم خدا سرخ اور زرد رنگ کرنے لگے اور سب نے
کہا کہ تیرے یہ کہ آپ نے اپنا عصا پتھر پر مارا اور اوس میں سے پانی چوش مارنا ہوا نکلا یہ معجزہ حضرت
موسیٰ کے معجزے سے نہایت مشابہ ہو چکا تھے یہ کہ آپ نے ایک مٹی کا ماتھی بنایا اور اوپر سوار ہوئے
اور وہ چھوڑا اور آپ کہ گئے اور واپس آئے اور حیا اسکی تصدیق لوگوں نے چاہی تو آپ نے بعض
اشخاص کو اپنے ساتھ اوپر سوار کیا اور اوسط طرح مکہ گئے اور واپس آئے پانچویں یہ کہ ایک شامی
آپ کے پاس بہت نشست رکھتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ بوجہ آپکی فصاحت کے آپکے پاس نشست رکھتا ہوں
وہ بیمار ہوا اور مر گیا اور آپکو خبر کی گئی اور یہ کہا کہ اوسنی وصیت کی ہے کہ آپ اوسکی نماز جنازہ پڑھیں
آپ نے اپنے مکان پر در رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اور مجرم کو طول دیا بعد از ان اوسکے مکان پر گئے
اور اوسکا نام لیکر ندا کی اور وہ لیلیٰ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اوسنی کہا کہ بعد مرنے کے میں نے
ایک نہایت خوش آواز سنی کہ کوئی کہتا ہو کہ روح اسکی پیہر دو کہ محمد ابن علی نے مجھے اس امر کے
درود مست کی ہے اور اٹھ کھڑا حضرت امام جعفر ابن محمد ان الصادق علیہ السلام کے ایک پیہر کہ
ایک دفعہ منصور عباسی نے بقصد قتل آپ کو طلب کیا اور جب آپ گئی تو وہ آپ سے بحال تعلق پیش
آیا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اور بہت پیہر ملایا نذر کر کے آپکو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ میں پہنچا
اور جبکہ بیچ نامی اوسکے غلام نے پوچھا کہ کیوں باوجود عداوت شدیدہ کے اوسنے ایسا کیا
تو اسنے کہا کہ اوسنے ایک بڑی ڈیڑھ کو دیکھا کہ وہ آدمی کی زبان میں اوس سے کہتا ہو کہ اگر تو نے
مجھے بدسلوکی فرزند رسول سے کی تو تیرا گوشت تیری ہڈیوں سے جدا کر دو نکال دو تیرے یہ کہ
جب حکم منصور عباسی آپ کے گہرین آگ لگا دی گئی اور دروازہ اور دہلیز جلنے لگے تو آپ اوس
آگ کے اندر سے اُتے جاتے تھے اور ایک ساعت تک اوس آگ میں جہاں زیادہ جلتی تھی رہے
اور کہتے تھے کہ ہم فرزند ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ہیں تیسرے یہ کہ ایک شہر نے بعد رجوع حج کے
آپکی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کیا کہ یا حضرت میری جو رومر گئی ہے اور میں تنہا رہ گیا ہوں آپ نے
کہا کہ تو اوسکو دوست رکھتا رہا اوسنے کہا کہ ہاں آپ نے کہا کہ تو اپنے گہرین واپس جا اور اوسکو
کہانا کھلاتے دیکھی گا اور وہ واپس آئے اور اپنے گہرین اوسکو کھانا کھانے ہوئے دیکھا
پوچھتے کہ آپ کس شخص سے کھا رہے ہیں اسان آیا اور آپ سے عرض کی کہ میں اور میرے ماں آپ کے

حقوق ادا کر نیکو آپ کے جانب آئے تھی میری مان مر گئی اور آپ تک نہ پہنچی آپ نے کہا کہ جا
 اپنے مقام سے اپنی مان کو لے آؤ یا اعتقاد فوراً گیا اور اپنی مان کو اپنے ہمراہ لے آیا اور جب اوس نے
 حضرت کو دیکھا تو اپنی لگی کہ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ملک الموت کو حکم دیا کہ وہ مجھ کو چھوڑ دین
 پانچویں یہ کہ ایک روز آپ کو وہ صفایہ کھڑے ہوئے تھے جو مکہ کے قریب تھے اور عباد بھری تھی
 کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ مرمت مومن کی اس بنا سے افضل ہے آپ نے کہا کہ یہ سچے کہا ہے اور اگر
 مومن ان پہاڑوں کو کہے کہ ہمارے پاس چلے آؤ تو وہ اس کے پاس چلے آئیں راوی کہتا ہے کہ
 میں نے دیکھا کہ پہاڑ یہ کہتے ہی آپ کے جانب چلے تو آپ نے کہا ہر جاؤ کیونکہ میرا ارادہ ہے
 نہیں تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور مجھے عجزات حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کے
 ایک یہ ہر کہ مکر یہ آپ نے مردوں کو زندہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے بہت کثرت کے ساتھ لوگوں
 روشن کرائی اور اوسمین جانیٹھے اور دیر تک بیان حدیث فرماتے رہے اور عبداللہ سے
 جو آپ کے بہائی تھے اور جنگو دعویٰ امامت کا بھی نہایہ کہا کہ اگر تم امام ہو تو تم بھی اس آگ
 میں آگے بیٹھو اور رنگ عبداللہ کا یہ شکنکے تغیر ہو گیا تیسرے یہ کہ خلیفہ رشید عباسی نے
 ایک ایسے مکان میں آگیا داخل کر یا جہان بہت سے جانوران درندہ وغیرہ مثل شیر کے
 رہتے تھے جب آپ داخل ہوئے تو وہ آپ سے نہایت عاجزی کے ساتھ پیش آئے اور
 زمین اپنی پلا نیلے اور آپ کی امامت کی گواہی دینے لگے اور حضرت کے جانب شر رشید سے
 پناہ مانگنے لگے چوتھے یہ کہ آپ نے ایک درخت کو کہلا بھیجا کہ وہ آپ کے پاس چلا آئے وہ اپنی
 جگہ سے اٹھ کر چلا آیا اور آپ کے پاس آگے ٹھہر گیا اور بعد ازاں اوس سے کہا کہ
 وہ اپنی جگہ پر پھر چلا جائے وہ اپنی جگہ پر پھر چلا گیا پانچویں یہ کہ جب رشیق غلام رشید
 عباسی اپنے آقا کے حکم سے بارہ قتل حضرت کے آیا آپ نے اپنی عصا کو جو آپ کے ماتھ میں ہنا
 حرکت دی تو وہ سانپ ہو گیا اور آخر کو اوس کے خوف سے رشید کو تب آگئی اور آخر کار اوسے آگے
 رہا کر دیا اور شجرہ معجزات حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ جب
 ایک امامت کی شہادت اولا طلب کی گئی تو زمین اور جلاوت جو اوس جگہ پر تھے سب نے
 گواہی آپ کی امامت کی دی اور آپ مسجد مدینہ میں داخل ہوئے تو دیوارین اور کھریاں
 آپ سے باتیں کرنے لگیں اور آپ پر سلام کرنے لگیں دوسرے یہ کہ ابراہیم ابن سہل نے

آپ کے امامت کی نسبت شک کیا تو آپ نے کہا کہ کیا دلیل امامت کی چاہتا ہے اوسنے کہا کہ
 امام کی یہ شناخت ہے کہ خبر غیب کے دے اور مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر سکے بحکم خدا
 پس آپ نے کہا کہ تیرے پاس پانچ اشرفیاء ہیں اور تیری جو رو کو مرے ہوئے ایک سال
 ہوا اوسکو میں نے بحکم خدا زندہ کر دیا ہے اور اوسکو ایک سال کے لئے تیرے پاس چھوڑا
 ہوں بعد ازاں اوسکی روح قبض کر لوں گا وہ اپنے گھر گیا اور اپنی جو رو کو زندہ پایا اور اوسنے
 پوچھا تو کیونکر زندہ ہوئی اور اوسنے کہا کہ ایک شخص نے جو گندم گون تھے اور صورت سخت
 کی سب بیان کر کے یہ کہا کہ اومنون نے کہا کہ تو اپنے شوہر کہیں جا اور بعد موت کے تجھکو
 اللہ تعالیٰ ایک فرزند عطا کریگا پس اللہ تعالیٰ نے اوسکو لڑکا عنایت کیا تیسرے یہ کہ
 معبد ابن جنبل شامی نے آپ کے پاس آئے کہا کہ آپ کے عجائب بہت مشہور ہیں اگر آپ
 چاہیں تو مجھکو کسی امر سے مطلع کریں کہ اوسکو میں لوگوں سے بیان کروں آپ نے کہا کہ تو کیا
 چاہتا ہے اوسنے کہا کہ میرے مان باپ کو آپ زندہ کر دیجیئے آپ نے کہا تو اپنے گھر میں جا
 کہ حکم خدا میں نے اونکو زندہ کر دیا وہ اپنے گھر میں گیا اور اپنے مان باپ کو زندہ پایا اور
 دس دن تک وہ زندہ رہے اور پھر بعد ازاں بحکم خدا وہ مر گئے چونکہ یہ کہ اولاد عباد
 رضی اللہ عنہ نے مامون رشید سے کہا کہ وہ آپ سے محبت کرے اور آپکو اپنا ولیعہد
 نکرے اور آپ نے بھی اوس سے کہا کہ اے بہائی مجھکو اسکی حاجت نہیں ہے اور میں
 گمراہوں کو مددگار نہیں بنانا چاہتا کہ ناگاہ آپ کے دینے شانے کی جانب ایک شیر
 نمایاں ہوا اور بائیں شانے کی جانب ایک اسنے اور جو آپ کے گرد تھے اونپر حملہ
 کیا پس مامون رشید نے کہا کہ تم مجھکو ایسے شخص کی محبت پر ملامت کرتے ہو پھر
 راوی کہتا ہے کہ آپ کے حکم کے بموجب ایک دیوار سے رطب نکلے پانچویں یہ کہ اکثر
 ایسا ہوتا تھا کہ لوگ آپ سے کوئی امر پوچھتا جلتے تھے اور قبل اسکے کہ وہ آپ سے
 پوچھیں آپ اٹھکواونکے سوالات کے جوابات شافی دیدیتے تھے اور پھر معجزات قدرت
 انام یفتی علیہ السلام کے ایک یہ کہ ایک دن آپ ایک گائے سے بانیں کر رہے تھے
 اور وہ سر اٹھا لاتی تھے راوی نے کہا کہ یہ نہیں آپ اوسکو حکم دین کہ وہ کلام کرے
 پس آپ نے گائے سے کہا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ پس گائے نے

باور نہ ہے یہ کلمہ کہا دوسرے یہ کہ ایک عورت نابینا لڑکے کو آپ کے پاس لائے اور اپنے اوپر اپنا ماتھہ بٹا دیا
 ہو گیا تیسرے یہ کہ ایک بوڑھا عورت کی گالے مرد کو جو اس کی قوت کا مدار تھا دعا کر کے آپ نے حکم
 اللہ تعالیٰ زندہ کر دیا چوتھے یہ کہ ایک دن ایک زیدی آپ کی مجلس میں آیا جس کو کوئی نہ جانتا تھا
 اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کو نکال دے وہ زیدی اسی وقت ایمان لایا پانچویں یہ سہی ہوتا تھا کہ کوئی
 شخص کوئی اور حضرت سے پوچھتا چاہتا تھا اور منہ زور اوسنے پوچھا بھی نہیں تھا کہ آپ اوس کو اوس کے
 دل کے سوال کا جواب بتا دیتے تھے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک
 یہ ہے کہ آپ ہر زبان میں مثل زبان ترک اور روم اور صفائیہ کے اپنے غلاموں سے گفتگو کرتے تھے
 حال آنکہ مدینہ سے کہیں باہر نہیں گئے تھے دوسرے یہ کہ ایک شخص آپ سے اللہ کی قسم کھا کے
 کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ مجھ کو کچھ عطا کریں آپ نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے دوسرا شرفیاز
 تو نے دفن کی مین اور اپنے غلام سے کہا کہ جو تیرے پاس ہوا اس کو دیدے اوسنے اوس کو سو
 اشرفیان دین اور آپ نے کہا کہ جو اشرفیان تو نے دفن کی تمہیں اوسنے تو محروم ہو گیا اور یہ واقعہ
 ہوا کہ اوس شخص کے لڑکے نے مطلع ہو کے وہ اشرفیان لالین درجہ اوس شخص نے
 اوکو ڈھونڈنا تو وہ اشرفیان اوس کو نہ ملین تیسرے یہ کہ عیسیٰ ابن احمد نامی ایک شخص تھا جس کا
 ماتھہ مین داغ برص ہو گیا تھا آپ نے دعا پڑھ کے اوس پر ماتھہ اپنا بھیر دیا اور وہ اچھا ہو گیا
 چوتھے یہ کہ ہاشم ابن زید راوی ہے کہ میں نے دیکھا حضرت کو کہ اندر سے کو آپ کے پاس لائے
 اور آپ نے حکم خدا اوس کو بنا کر دیا اور مٹی لیکے اپنے اوس ایک چڑیا کی شکل بنائے اور اوس میں
 پہونک دیا پس وہ اوڑھنے لگی راوی نے کہا کہ آپ میں اور حضرت عیسیٰ میں کچھ فرق نہیں
 رہا آپ نے فرمایا کہ میں عیسیٰ سے ہوں اور عیسیٰ مجھ سے ہیں پانچویں یہ کہ ایک دفعہ جب آپ حج سے
 پھرے ایک خراسانی کو دیکھا کہ اوس کا گدھا مر گیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اب میں سپر
 اپنا اسباب رکھ کر لہجاذن گا آپ قریب اوس گدھے گئے اور کہا کہ وہ گائے بنی اسرائیل
 تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ سے زیادہ صاحب عظمت نہیں ہے جس کے بعض اجزا کو مروے پر
 مار دیا اور وہ زندہ ہو گیا پھر آپ نے اپنے دانے یا ولسے اوس گدھے کو ٹھوک کر دی اور
 کہا کہ کہرا ہو جا حکم اللہ تعالیٰ کے پس گدھے نے حرکت کی اور کھڑا ہو گیا اور خراسانی اپنا اسباب
 اوس پر رکھ کر مدینہ میں آیا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک

یہ ہے کہ ایک دفعہ حکم خلیفہ عباسی آپ کو جانوران درندہ کے درمیان میں اس غرض سے داخل کیا کہ وہ آپ کو
 تکلیف دین آپ انکے درمیان میں بھاگے کھڑے ہو گئے اور بفرار دل نماز پڑھنے لگے پس دیکھا بسنے
 کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ جانور آپ کے گرد ہیں دوسرے یہ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے
 صحن مکان میں ایک چشمہ ظاہر کیا کہ جسمین سے شہد اور دودھ جوشن لکھتا تھا اور سب اس میں سے
 پیتے تھے تیسرے یہ کہ اکثر آپ مقام شمر بن زاسے کے بازار و زمین گذرتی تھیں اور آپ کا سایہ نہیں ہوتا تھا
 اور یہ بہت مشابہہ بلکہ دراصل وہی معجزہ رسول اللہ کا ہی جس کا ذکر کتب عامہ و خاصہ میں ہے جو سچ ہے کہ
 ایک دفعہ اہل عراق نے آپ سے شکایت منہ کی کی اور آپ نے کچھ لکھکے اور نکو دیدیا اور نہ ان کو
 یہاں برسے لگا وجہ بعد از آن اوہنوں نے شکایت منہ کی کثرت کی کی تو آپ نے زمین پر مہر کر دی
 اور نہ موقوف ہو گیا پانچویں یہ کہ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہا کہ بیجا کہ انوش نصرائی جو ہمارا
 کاتب ہے اسے درخواست کی ہے کہ آپ اس کے گھر میں جا کر اس کے دونوں لڑکوں کے حق میں دیکھا سلاستی
 اور بقا کی کر دیجئے اور آپ اس کے گھر میں گئے اور وہ سردار پر ہند باہر آیا اور اس کے ساتھ بہت سے
 علما اور عابد نصاریٰ کے تھے اور اس نے کہا کہ میں نے یہ درخواست اس واسطے کی تھی کہ ہم کو انجیل سے
 معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرات کا مرتبہ مثل حضرت سیح ابن مریم کے ہے حضرت نے کہا کہ احمد اللہ اور اپنے
 گھوڑے پر سوار اس کے گھر میں گئے اور سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ نے کہا ایک
 لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہ یہ لڑکا تیرے پاس باقی رہیگا اور دوسرا تین دن کے بعد تجھے لے لیا
 جائیگا اور جو باقی رہیگا وہ مسلمان ہو گا اور ہم اہلبیت سے محبت رکھیں گے پس انوش نے کہا کہ واللہ اسے
 سید ہمارے ارشاد آپ کا حق ہے اور غیب پر مٹا اس ایک لڑکے کا آسان ہے جب میں نے جانا ہے کہ یہ دوسرا
 مسلمان ہو گا اور آپ سے محبت رکھیں گے پس بعض علما سے نصارے نے کہا کہ تو مسلمان کیوں نہیں
 ہو جانا انوش نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور میرے مولا اس کو جانتے ہیں آپ نے کہا کہ یہ سچ
 کہتا ہے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ ہنر تیرے لڑکے کے کرنے کی خبر دی تھی مگر عیسائی
 خبر دی تھی واقع ہوا تو ہم دعا کرتے کہ وہ لڑکا بھی تیرا باقی رہتا انوش نے کہا میں کچھ نہیں چاہتا مگر جو
 چاہتے ہیں راوی کہتا ہے ہم بخدا کہ تیسرے دن وہ لڑکا مر گیا جس کے مر نیکی آپ نے خبر دی تھی اور دوسرا
 لڑکا بچا ایک برس کے مسلمان ہو گیا اور تا وفات حضرت کے حضرت کے دروازہ پر حاضر رہا اور
 پہلے معجزات حضرت نام محمد بن الحسن صاحب الامر علیہ السلام کے ایت یہ ہے کہ ابوالادیان کہتے ہیں کہ

بین خدمت میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حاضر رہتا تھا حضرت نے قبل اپنی وفات کے
 چند خطوط مجھ کو دئے اور مدائن پہنچا اور کہا کہ پندرہویں دن تو سرسین رائے میں واپس آئیگا
 اور مجھ کو مقام غسل پر پائیگا میں نے عرض کی پھر کون آپ کا قائم مقام ہوگا آپ نے کہا جو میرے
 خطوط کا جواب تجھ سے مانگے میں نے کہا کہ اور زیادہ کچھ ارشاد ہو آپ نے کہا جو میری
 نماز جنازہ پڑھے وہ میرا قائم مقام ہوگا میں نے کہا کچھ زیادہ ارشاد ہو آپ نے
 کہا جو خبر دیگا اوس کی جو ہریان میں ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا راوی کہتا ہے کہ
 پندرہویں دن جب میں واپس آیا تو میں نے خبر آپ کے وفات کی سنی اور آپ کو آپ کے
 مقام غسل پر پایا اور جب آپ کے بہائی جعفر نے ابھی نماز جنازہ پڑھنی چاہی تو راوی نے
 دیکھا کہ ایک صاحبزادے باہر آئے اور کہا جعفر سے کہ اچھا تم بھی کپڑے ہو کہ مجھ کو زیادہ
 حق اسکا ہے کہ میں اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھوں بعد ازاں آپ مد فون
 ہوئے اپنے باپ کی قبر کے پاس اور بعد اسکے اُن صاحبزادے نے مجھ کو کہا کہ لا جواب خطوط کے جو میرے
 پاس ہیں اور میں نے اُنکو حوالہ کر دئے بعد ازاں کچھ لوگ مقام قم سے آئے اور حضرت کی خبر
 وفات پاکر پوچھا کہ کون قائم مقام آئیگا ہر لوگوں نے جعفر کو بیان کیا اوہوں نے جعفر کے پاس
 آکے سلام کیا اور رسم تعزیت و تنہیت ادا کی اور کہا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہیں پس
 آپ بتلائے کہ وہ کس کے خطوط اور کس قدر مال ہے پس جعفر اپنے کپڑے جھاڑ کے اوٹھ کھڑے ہوئے
 اور کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم علم غیب جانیں پس ایک خادم باہر آیا اور کہا کہ تمہارے
 پاس فلاں فلاں اشخاص کے خطوط ہیں اور ایک ہریان ہے جس میں شرفیان ہیں اور اوہیں
 دس اشرفیان مطلقاً ہیں پس اُن لوگوں نے خطوط حوالہ کر دئے اور مال دیدیا اور کہا کہ
 جس شخص نے یہ خبر دی وہ امام ہیں دوسرے یہ کہ جب رشتیق حکم معتقد معہ دو آدمیوں کے
 حضرت کے گھر پر آئے اور اُنکو حکم دیا تھا کہ جس کو گھر میں پائیں اُسکو قتل کر کے اوسکا سر
 لائیں تو اوہوں نے گھر کا پردہ اٹھایا تو اُسکے اندر ایک دریا بہتا ہوا پایا اور اوس
 گھر کے منتہی پر ایک پوریا بچھا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک شخص اوس پورے پر کھڑے نماز
 پڑھ رہے ہیں ایک شخص نے آپ کے پاس جانے کا قصد کیا وہ بانی میں ڈوبنے لگا اوسکو
 رشتیق نے نکال لیا اور دیر تک وہ غشی میں پڑا اور دوسرے نے بھی وہی قصد کیا

اور اوسکا بھی وہی حال ہوا پس خوف زدہ ہو کر یہ لوگ واپس گئے تیسرے کے کہ ایک شخص نے
 ایک خط لکھا اور یہ اطلاع دی کہ میرے لڑکا ہوا ہے میں اوسکا ساتویں دن عقیقہ اور غنہ کرنا چاہتا
 ہوں آپ نے لکھا کہ نگر اور وہ لڑکا ساتویں یا آٹھویں دن مر گیا اور اوسکے مرنا کا حال حضرت کو
 لکھا اپنے جواب میں لکھا کہ تیرے دو لڑکے اور ہونگے پھیلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر
 رکھنا اور اوسکے دو لڑکے جیسا آپ نے کہا تھا پیدا ہونگے چوتھے یہ کہ جس زمانہ میں آپ بیت
 کم سن تھے اور گہوارہ میں لیٹے ہوئے تھے ایک خادم گہوارہ کے پاس گیا آپ نے پہچننا کہ مجھ کو
 تو پہچانتا ہے اوسنے کہا مان آپ میرے آقا اور میرے آقا کے بیٹے ہیں آپ نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا
 پوچھتا ہوں اوسنے کہا آپ بیان فرمائے آپ نے فرمایا کہ میں خاتم الامام ہوں اور میرے وزیر
 اللہ تعالیٰ بلا دفع کریگا میرے خاندان اور میرے شیعوں سے پانچویں یہ کہ قطب راوندی نے
 لکھا ہے کہ یوسف ابن احمد جعفری نے روایت کی ہے کہ سنیہ ہجری میں میں نے حج کیا اور تین سال
 مکہ کا مجاور رہا بعد ازاں طرف شام کے پھر اٹھا راہ میں ایک روز نماز صبح قضا ہو گئی پس میں
 محل سے اتر ا اور ارادہ نماز کا کیا کہ میں نے چار آدمیوں کو ایک محل میں دیکھا اور اوسکو دیکھ کر
 تعجب کرتا تھا کہ ایک شخص نے اوسمیں سے کہا کہ کس امر کا تعجب کرتا ہے اور تو نے نماز کو اپنی
 چوڑ دیا ہے میں نے کہا کہ تمکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا کہ آیا تو چاہتا ہے کہ اپنی
 امام صاحب الزمان کو دیکھے میں نے کہا کہ مان پس اوسنے ایک شخص کی جانب اون چار
 شخصوں میں سے اشارہ کیا میں نے کہا کہ اونکے لئے بہت سے دلائل اور علامتیں ہیں
 اوسنے کہا کہ کیا تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ یہ محل معہ اون آدمیوں کے جو اوسمیں ہیں آسمان کی
 جانب بلند ہو جائے یا فقط تنہا محل آسمان کی جانب بلند ہو جائے پس میں نے کہا کہ انمیں سے
 جو امر ہوگا وہ ایک عمدہ دلیل ہوگا پس میں نے دیکھا کہ وہ محل معہ اون لوگوں کے جو اوسمیں تھے
 آسمان کی جانب بلند ہو گئی اور جن حضرت کی طرف اشارہ کیا تھا وہ گندم گون تھے اور رنگ
 اونکا مثل کندن کے تھا اور اونکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں یعنی پیشانی پر نشان سجدہ
 تھا **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اِذْ كَانَتِ الصَّلَوةُ وَالْبَهْی الصَّلَوةُ وَانْمِ الصَّلَوةُ**
وَالْبَقِی الصَّلَوةُ صَلَوةٌ بَعْدَ صَلَوةٍ صَلَوةٌ لَا یَنْتَعِی اَنی غَايَةِ مَنْ اَنْعَا یَات
 واضح رہے کہ یہ چند معجزہ بطور نمونہ کے بہت سے معجزات میں سے روایات میں اختصار کر کے

نقل کے لئے ہیں اور جب یہ معجزے معجزات انبیائے سابقین کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھے جائیں تو یہ عرصہ دلیل اور شواہد رسالت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے ہیں اور چونکہ یہ سب امور بنظر قدرت کاملہ اللہ تعالیٰ کے ممکن ہیں اور انکی روایت ایسی کثرت سے موجود ہے اور انکے راوی ایسے لوگ ہیں کہ جنکا اتفاق چھوٹہ پر ممکن نہیں کیا اور شہادت شہادت معجزات انبیائے سابقین سے کسی طرح کم کثرت اور وقعت میں نہیں ہے اور قرآن میں جو بعض وقت آیات کے دکھلانے سے انکار ہوا تھا وہ خاص آیات سے اور ایک وقت خاص میں انکار ہوا تھا جسکو کفار چاہتے تھے کہ وہ آیت ہمیشہ انکے ساتھ رہی اور اس میں خوف تھا کہ اس صورت میں بوجہ گستاخی بہت سے بندگان خدا جکا زندہ رکھنا مصلحت تھا معذب ہو جاتے اسوجہ سے انکار ہوا تھا مگر یہ بھی قرآن سے ثابت کہ بہت سے معجزات خود حضرت نے دکھلائے اور معجزہ شقی قم تو قرآن میں مذکور ہے اور قرآن خود بھی معجزہ ہے پس ان معجزات اور معجزات رسول اللہ کا اعتقاد کرنا ضروری اور حسبکوزیادہ معجزات کا دریافت کرنا منظور ہو کرنا بحیثیتہ المنفرد کی طرف رجوع کرے جسمیں پانچ سو تین معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے اور ایک سو اٹھارہ معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور ایک سو چوبیس معجزات حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اور ایک سو ترستہ معجزات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اور ایک سو تینتیس معجزات حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کے اور ایک سو آٹھ معجزات حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے اور چوراسی معجزات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اور ترانوے معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے اور ایک سو چونتیس معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اور ایک سو ستائیس معجزات حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے مقول ہیں اور کسقدر معجزات ائمہ علیہم السلام کے بھی ملاحظہ فرمائیے جو اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب شواہد النبوه میں لکھے ہیں ۱۲۰۰ معجزات غنی عن حواشی متعلق صفحہ ۴۳۴۔ ناطق جزو ذاتی انسان کا نہ ہوگا اور اثبات علم کا انسان کو بنظر اوستی ذات کے نہ ہوگا اور اگر صرف نفس ناقصہ مصداق لفظ انسان کا قرار دیا جائے گا مگر حق علیہ الرحمۃ ہی مفہوم ہوتا ہے تو حیوان وغیرہ کا اطلاق جائز نہ ہوگا مگر یہ کہا جائے کہ اسکا التزام کر لیا جائیگا لیکن یہ بالکل اصول

حکماء و متراطلاقات شرعیہ کے بھی خلاف ہر ادب بالکل خلاف ثابت بھی ہو کہ انسان کوئی اور شیء ہو جو خدا کی جسم مشابہ ہو
 یا جو ان کے خواب بیداری مشیت اسکی ہیں کہ نفس ناطقہ کو کمال عارضہ ہوتا ہو اور یہ بھی دلیل و کورہ جسمانی ہونیکے لیے ہے کہ زوال
 اور اکات کا بجز موت بدن اور خارج ہو جانے بعض اجزاء باطنی انسان کی دلیل اس امر پر ہے
 کہ جسکے ذریعہ سے علم و ادراک انسان کو ہوتا ہے وہ جسمانی ہے سا توین بنا اکثر آلات اور اک
 جسمانی کی ایسی صورت پر ہے کہ جو مشیت ہی اس امر کے لئے ہو کہ جو اصل منشاء اور اکات کا ہے
 وہ اندر جسم انسان کے ہوا تھوین یہ کہ نفس ناطقہ کا حدوث بحدوث جسم اور اسکا فنا سے آثار
 موت جسم اور خارج ہونے بعض اجزاء باطنی کے اوسمیں سے صریح دلیل اس کے جسمانی ہونیکے
 ہر نوین کہ یہ کمال ظاہر ہو کہ عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ نفس زید کا سیطرہ اس کے
 جسم سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ جہاں جسم زید کا ہوتا ہو اور جہاں
 وہ منتقل ہو کر جاتا ہے وہیں اسکا نفس بھی اس کے ساتھ ہوتا ہو اور اسی جگہ آثار
 نفس کے ظہور میں آتے ہیں اور یہ عین دلیل نفس انسان کی جسمانی ہونیکے لیے ہے دسویں اگر
 نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو ضرور رہتا کہ ہر علم نفوس فلکی او عقول عشرہ مظہرہ حکما کا باسانی او
 اوسیطرہ باطنی فکر یونا جیسا کلیات کا علم حاصل ہوتا ہی حال آنکہ یہ ظاہر البطلان ہے اور مشغول
 ہونا نفس کا جسمانی تدبیرات میں مانع اسکا نہیں ہو سکتا جیسا دیگر علوم مذکورہ کا مانع نہیں ہو سکتا
 گیارہویں علاوہ انہیں اس قدر اثر جسم کا نفس پر کہ اس کے انتظامات میں مشغول ہونا مانع بعض
 تاثیرات نفس کا ہو سکے درحقیقت دلیل اس کے جسمانی ہونیکے لیے بارہویں اگر نفس ناطقہ مجرد
 ہوتا تو اسکو تحصیل علوم میں ضرورت تدریج کی نہوتی تیرہویں اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق
 صفات نفسانیہ میں ممکن نہوتا بلکہ ضرور تھا کہ سب کی اور شجاع ہوتے چودہویں اگر نفس
 ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق صفات نفسانیہ میں حسب امر جہ صغریٰ اور دوسویٰ اور بلغنی اور سوداوی
 نہوتا حال آنکہ یہ ظاہر ہے کہ صغریٰ مزاج اکثر مائل بدکاوت ہوتے ہیں اور دوسویٰ بھی بر خلاف
 بلغنی اور سوداوی کی پندرہویں اشراغراض نفسانیہ کا مثل ہم اور غم اور غضب فرح کے
 بدن میں اسطرح ظاہر ہوتا ہے کہ جسکے وجہ سے مزاج مناسب حالات مذکورہ بدن میں پیدا ہوتا
 ہے اور بر خلاف اسکے اشراغراض جسمانیہ کا نفس میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً سوداوی مزاج کے
 پیدا ہونے سے جنون وغیرہ عارض ہو جاتا ہے تو یہ عمدہ دلیل اسکی ہے کہ نفس ناطقہ جسمانی ہی نہ مجرد

سولہویں اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو کشف اون علوم کا جو بلا واسطہ آلات جسمانی او سکوا حاصل ہوتا
 میں بمقابلہ کشف اون علوم کے جو بذریعہ حواس اور آلات جسمانیہ حاصل ہوتے ہیں زیادہ تر حاصل
 ہوتا مگر برخلاف اسکے محسوسات کا کشف زیادہ اتم ہوتا ہے پس اس سے بھی او سکوا جسمانی ہونا آتا
 ہے سترہویں اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو اول او سکوا علم مجردات کا حاصل ہوتا مگر برخلاف اس کے
 اول او سکوا علم محسوسات کا حاصل ہوتا ہے اٹھارہویں یہ ظاہر ہے کہ کسی عضو کو انسان کے ہر طرح
 بانہ وین کہ وہ سن ہو جائے تو اس میں شبہ نہیں کہ او سکوا در اک خاص سوجہ سے جاتا رہتا ہے کہ
 بعض اجزاء جسمانی کی آمد و رفت کی راہ او سکوا میں مسدود ہو جاتی ہے اور اس سے بھی ہندار اور اکامات
 یعنی نفس کا جسمانی ہونا ثابت ہوتا ہے اونیسویں پھر جب زیادہ خون بوجہ زخم کے یا کسی طرح جسم
 انسان سے نکل جاتا ہے اور اسکے ساتھ وہ اجزاء بھی نکل جاتے ہیں جکا حامل خون ہے تو اکثر آدمی
 جاتا ہے اور او سکوا در اک جاتا رہتا ہے تو یہ بھی اسکا مثبت ہے کہ نفس یعنی مبدأ در ک انسان کا جسمانی ہونا
 بیسویں وقت انسان اکثر مشاہد ہوتا ہے کہ اعضا میں کشش پیدا ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے
 کہ کوئی چیز کہیں چکر تمام بدن سے نکلتی ہے اور اسکے بعد در اک جاتا رہتا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 منشأ در اک جسمانی اور تمامی اعضا میں ساری ہے اکیسویں حکمانے اتفاق کیا ہے اور متاخرین نے
 صراحت کی ہے کہ در اک جزئیات جسمانی و محسوسات بھی سوائے مجرد کے جسمانی کیلئے ممکن نہیں ہے
 پس بموجب اس قول کے جملہ حیوانات کے لئے نفس مجرد تسلیم کرنا ضرور ہو گا اور در اک ایسے نفوس
 مجرد کا وہی مخرج جزئیات کے در اک میں ممکن تسلیم نہیں ہے تو پھر انسان اور دیگر حیوانات میں فرق بوجہ لطیف کے
 باقی نہیں بکا مگر بموجب قول جسمانی نفس کے ہر انسان اور ہر حیوان کیلئے ایک نفس ہے مگر بوجہ لطافت جسمانی
 کے اوغین فرق ہے اور روح انسانی الطفاً و وسیع العلم و اعمیون یہ جو قرآن میں ہے کہ نفخت فیہ
 من روحی یعنی سینے او سکوا یعنی بدن انسان میں اپنی روح پہونکدی اور یہ کہ واللہ یتوفی
 الا نفس کا بھی مضمون جو ارہی جسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ قبض کرے وہاں نفوس انسان کا ہے
 اور علاوہ ان میں جو احادیث مثبت قبض روح اور اسکے مقامات مناسبہ پر منقول کر نیکی ہیں
 یہ بھی بظاہر مؤید نفس ناطقہ کی جسمانی ہونیکے ہیں اور جو دلائل نفس ناطقہ کے مجرد ہونیکے کتب
 میں مذکور ہیں وہ قوی نہیں ہیں مثلاً یہ دلیل جو اس کتاب میں مذکور ہے کہ اگر نفس بدن باجز و بدن ہوتا

تو متصف علم کے ساتھ نہیں ہوتا اسوجہ سے لائق اعتراض ہے کہ یہ امر ممنوع ہے کہ کوئی جزو بدن متصف علم
 کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ گواہ جزا و کثیفہ بدن کے متصف بعلم نہیں مگر وہ جزو لطیف بدن کا
 جس کے حامل رطوبات اصلہ بدن ہیں اور وہ تمام اعضا میں ساری ہے اور جو در حقیقت نفسا لا علم وادرا
 انسان کا ہے اسکا متصف بعلم نہیں ہونا کیسے ثابت اور مسلم نہیں ہو سکتا ہے اور جو دلیل اس میں تفریق سے
 کی گئی ہے کہ کیا بسط کا علم نفس کو حاصل ہوتا ہے اور مصورت میں بسط ہونا نفس کا ضروری جو محل
 ان علوم مجرہ و بسط کا ہے ورنہ تقسیم اور علوم کی جو بساط میں بوجہ تقسیم ہونے اور ہنگامہ کے
 لازم آئیگی اسوجہ سے ضعیف ہے کہ مدار اس دلیل کا اس قول پر ہے کہ علم حصول صورت معلوم ہو گیا
 اور پس ازین میں ہے اور علاوہ ازین مرکب کا محل بسط ہوتا بدن اس کے کہ تقسیم بسط کے لازم
 ممکن ہے کیونکہ نقطہ جسم میں حال ہے حال آنکہ جسم مرکب ہے اور نقطہ بسیط ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ سن
 شیخوخت اور ضعف اعضا میں علوم میں زیادہ ترقی ہوتی ہے یہ بھی ضعیف ہے اسواسطیکہ یہ ترقی
 بوجہ اجتماع اور علوم کے ہوتی ہے جو زمانہ دراز تک حاصل ہوئے ہیں پس زیادہ تر محل اعتماد
 وہی قول جسمانیت نفس ہے جسکی زیادہ تر دلائل عقلی و نقلی مؤید ہیں فتا مل لعل اللہ بجلالت
 بعد ذلک اسوال ۱۲ منہ عنی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۲۵ کہ فرمایا حضرت نے کہ رجوع کرینگے
 حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت امیر المومنین ع اور باقی ائمہ علیہم السلام اور اسے طرح بہت سے روایا
 کتب مطولہ میں مذکور ہیں مثلاً کما وغیرہ کے پس جو انکو دریافت کرنا چاہے اور کتب کی طرف رجوع
 کرے ۱۲ منہ عنی عنہ نہ تمام شد

تقریظ از افادات جناب سیدنا العلماء و مولانا الفہامہ بحر العلوم
والحکم ہادی البرایا والائمہ حجۃ الاسلام محبتہ الانام امام الفقہاء العظام
تاج العلماء الاعلام السید السند والعلم المصنوع جناب لوی السید علی
محمد صاحب ادام اللہ ظلال افاداتہ وایدہ بتائیداتہ وبرکاتہ

باسمہ سبحانہ و بحمدہ ما علی شنا

بجائہ رائعہ و علامتہ نافعہ و مختصر شریف و موجز لطیف منہج الوصول الی علم
الاصول کہ جو پر داز پر رسالہ مفیدہ و مقالہ سدیدہ فصول اصول کے
اردو زبان میں عموم نفع کے لئے تحریر کی گئی ہے نظر قاصر خیف سے گزری واقعی یہ رؤس
عقائد اسلامیہ و وقایق کلامیہ و مباحث رشیقہ و نکات انیقہ پر حاوی ہے اور علم ہدی
اور بدرجہی ہے و فی کل لفظ سنہ روض من المنی و فی کل سطر سنہ عقد من الدرہ
کیونکہ یہ ہو حالانکہ یہ تحریر دلیلیہ سے فاضل تحریر و عالم خیر و بدر میر نذیر النظر شمس
الوکلایہ بدر الفضلاء و العلماء و جید زین جناب لوی السید محمد علی حسن صاحب
دامت معالیہ و برکت آیاتہ ولیا لیہ کے ہی حق سبحانہ تعالیٰ اویس سے کافیہ مومنین
و جمیع شیعین ال طہ و یسین کو نفعیاب فرمائے و ہو الموفق و المعیز

سید علی محمد (۷) و علیہ فتوکل و بدر نستعین ۷ علی الحق و الحق مع علی

حسبہ یمیناہ الوارثہ علی بن محمد اونی کتابہ بہا فی الاخر

باسمہ تعالیٰ شفا

قطعه دیگر تاریخ اختتام طبع از مصنف رساله دام ظلہ السامی

بفضل و لطف خداوند منعم علام	ز ختم طبع چون این نسخہ یافت حسن تمام
کشود هر سر مو بیکم یکد و شکر زبان	که هست شکر کلید خزائن انعام
ادائے شکر و لیکن چو بوده ناممکن	که این نوال نیز دگر لشکر دوام
ز طبع مصرع تاریخ اطلب کرد	که یادگار بماند بد پر نژد کرام
بگفت طبع بگوئی سر حجاب شمس	ز ہی لای تحقیق حکمت اسلام

قطعه تاریخ طبع رساله نتیجہ طبع و قافاضل جلیل ممولوی السید محمد امیر حسن صاحب المعروف ممولوی السید محمد غلام جبار صاحب دام مجده السامی صاحب زاوہ جناب مصنف علامہ مدظلہ العالی

تہ الحمد کہ از فضل عزیز و مآب	شد ازین مہر فزون لعل و جلال اسلام
مرد دین شمس کہ از پرتو او بر نور است	ساحت عزت و تمکین رجال اسلام
حکمت دین بین دل او میجوشد	سینہ اش معدن ہر علم و کمال اسلام
طبع و لاش چو انداختہ ظل نورش	بد رنابان شدہ این تازہ ہلال اسلام
آمد این نسخہ بی اہل سداد و نصفت	حجت بالغہ بر صدق مقال اسلام
ہر کہ از ذوق حیات ابدی سرشار است	مان بیاشامد ازین جام زلال اسلام
بخل مردم ہر ز رو سیم چو بینی ہر سو	بنگر این بخشش گنج زر و مال اسلام

زیر طبع میر کرده چو این شایه قدس
چون دلم طالب تاریخ شد از طبع نگو
خضر قوفیق بجان و دلم آن نکته دیند
گفت این نورس عرفان که نیایی مثلش
بنی بر حیل و جوان مصرع سال طبعش

شد و بالا بجهان عز و کمال اسلام
که بود شاید این نو خط و خال سلام
که عیان گشته چو بر مان کمال سلام
هست بی شبیه عجب تازه نهال سلام
که مکتب شده است جمال اسلام

قطعه تاریخ اختتام طبع رساله از مولفه خباب شمس العلماء مولود
سید محمد علی حسن صاحب مد ظله العالی از تصنیف فاضل و کرم
المولوی سید محمد احفاد الحسین صاحب البهره وی الواسطی دام مجالدین

بیاب لطف بده ساقیا ظهور بجام
بیا و ساعز کو شکر کنون بده پیهم
بوستان جهان از شمیم غنچه و گل
گل معانی رنگین شگفته چون نسیم
به بین که شاید مشعر از نقاب کشود
په پهر اوج علی حسن که از فکر شش
رخش چو مهر و رخشان اوج عز و چشم
محیط فیض و کرم بحر علم و کثر حکم
مدام سر خوش روح معارف و تحقیق

که نو بهار در آمد گلشن اسلام
که دوا ده صحن چمن را نسیم تازه نظام
دماغ اهل معانی معطر است تمام
بهار تازه عیان شد بیاع علم کلام
به بین عروس چمن سه نموده طر فخرام
سخن بعرش عرش برین گرفته مقام
نشان سحج چو اختر جبین چو ماه تمام
دلیل رشد و تقا مادی خواص و عوام
مدام نغمه سراسر اے محمد علام

به بین جهان و غزالش بعضی تحقیق
 باطن فیضش فیض اهل جهان
 شود و طبله عطار عرصه امکان
 مدام ظل نماید او بود ممدود
 نمود و جمیع کتابی چون مهر تابند
 بیاض او همه پر نور همچو عارض بود
 ز فیض طبع بهارین و ابر غامه او
 خزانیه است ز تحقیق غنی اقوال
 چشم نیم نصف حق بین بدال عی طرب
 مشام خلق معطر شده بفضل خدا
 لغوص فکر رسا این لای تحقیق
 کلام خضر گوهر سالش و احفاد

به بین بدست وی این جامه تیز تر ز مسک
 بدست بود و عطا و استگیر هر انام
 بیا و خلقش اگر سر کند نیم خرام
 بحق خیر انام و بحق آل کرام
 لصفی صفی نور مثال ماه تمام
 سواد او همه مشکین چو زلف عنبر فام
 گل نجات شگفته ز بهر نهال کلام
 سر بویخ نهند شر اگر بصرق انام
 بقلب و جان مفاند برنده همچو حسا
 ازین چین که شگفته در و اصول کلام
 بسک ضبط کشید به بهترین نظام
 در صحیفه که بالین شد ز علم کلام

تمت بالحبیه

فہرست اخلاط رسالہ جسکے بموجب ہر شخص کو چاہئے کہ تصحیح رسالہ کر لیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۳	کیجاوین	کیجائین
۱۰	۱۷	والد	والد
۱۲	۱۲	اعتباری	اعتباری
۱۳	۱۴	ہے	ہے
۲۲	۱۵	اثام	اثام
۲۳	۱۳	فقہ	فقہ
۳۳	۱۳	اہل	اس
۳۸	۵	متفر	متفر
ایضاً ۹	۹	تہو	تو
ایضاً ۱۳	۱۳	طرف کسی	طرف کسی
ایضاً ۱۱	۱۱	قارق	قارق
۳۹	۱۰	ونہون	اونہون
۴۰	۳	تکمیلات	تکمیلات
۴۱	۲	لئے	لئے
ایضاً ۱۰	۱۰	کیونکہ گروہ	کیونکہ گروہ
۴۲	۸	تکملہ	تکملہ
۴۳	۱۳	امام	امام
صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۲	محمد ابن علی	محمد ابن علی
ایضاً ۱۴	۱۴	اوپر حق	اوپر خلق
۴۵	۷	اشعی	اشعی
۴۶	۱۳	حیلہ	جہک
ایضاً ۱۴	۱۴	ایضاً تو	تو
۴۹	۵	الروح	الروح
ایضاً ۱۴	۱۴	جنت و نار	جنت و نار
۵۰	۲	سوال منکر	سوال منکر
ایضاً ۴	۴	خبر نوی	خبر دی
ایضاً ۶	۶	آلگا	آمیگا
ایضاً ۱۲	۱۲	کیلئے	کے لئے
ایضاً ۱۴	۱۴	تخل	تخل
۵۲	۲	آفر	آخر
ایضاً ۱۱	۱۱	یعض	بعض
۵۳	۱	ہوات کاہر	اسوات کا
ایضاً ۳	۳	مدور	مدکور
ایضاً ۶	۶	تیکجا بجا	تیکجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً ۹	زندہ	زندہ	صحیح
۵۳	دیتا	دیتا	ایک
ایضاً ۵	بالیقین	بالیقین	بہے
ایضاً ۶	نساط	نساط	نصیب ہو کر سے کامیاب ہو کر
ایضاً ۱۲	مغزلہ	مغزلہ	حسن معاشرت حسن معاشرت
ایضاً ۱۵	جو آیات	جو آیات	کروڑوں کروڑوں
ایضاً ۱۷	فاضل	فاضل	اوسکے تفصیل اوسکی تفصیل
۵۵	اور وہی	اور وہی	لطفون لطفون
ایضاً ۱۴	اور در صورت	اور در صورت	جنگ جنگ
۵۶	آخر	آخر	

فہرست اغلاط حواشی رسالہ جسک تصحیح سر شخص کو کرنا چاہئے

صفحہ	شمار	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	۱۶	شریف	تقریف
۸	۷	۳	اوسکے	کسی ذات کے
۱۰	۱	۲	حکمانی	حکما کے
۱۱	۱	۵	نہ	نہ
	=	۱۰	بہے	بین
۲۰	۲	۲۳	وہ	پھر
۲۲	۱	۲۷	میرو	جو
۲۵	۱	۱۲	ذات	ذات
۳۳	۱	۱۱	بوتوہ	جو بوتوہ
	=	۱۲	بندہ کے	بندہ کی جو
۳۶	۲	۱۶	تیسرے کیل	تیسرے کیل
۳۷	۱	۱۶	اوسکو	اوسکو
	=	۱۸	بہے	ہو کہ
	=	۳۵	الحاکمین	الحاکمین
۳۹	۱	۱	شعبہ	شعبہ
	=	۱۰	ہوتا تھا	ہوتا تھا
	=	۳۸	کوری	کوری
۴۱	۱	۱۲	حکمت	حکمت
	=	۱	دوسرے	دوسرے
	=	۶	دو	دو

صفحہ	شمارتہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱	۲۰	۱۸	عصا حصہ	عصا حصہ
۴۲	۱	۶	غیر مخلوق	غیر مخلوق
			نقد و وجہ	نقد و وجہ
			صفحہ ۳۵	صفحہ ۳۶
			۲	۳
			۱۳	۳
			۳	۳
			۱۴	۱۴
			۱۸	۱۸
			۲۰	۲۰
			۲۴	۲۴
			۲۶	۲۶
			۲۸	۲۸
			۲۱	۲۱
			۸	۸
			۱۳	۱۳
			۹	۹
			۲۰	۲۰
			۵	۵
			۲۰	۲۰
			۲۲	۲۲
صفحہ	شمارتہ	سطر	غلط	صحیح
			کیا	کہا
			۱۲	۱۲
			۱۵	۱۵
			۲۱	۲۱
			۳۴	۳۴
			۳۴	۳۴
			۳۵	۳۵
			۴	۴
			۵	۵
			۶	۶
			۱۲	۱۲
			۱۳	۱۳
			۱۴	۱۴
			۱۹	۱۹
			۲۵	۲۵
			۳۵	۳۵
			۳۶	۳۶
			۳۶	۳۶
			۳۸	۳۸
			۴۱	۴۱

صفحہ شمار	سطر	غلط	صحیح	صفحہ شمار	سطر	غلط	صحیح
۴۳	=	۶	کھوارہ	کھوارہ	۵	اسطح	اسطح
=	=	۱۸	کی جانب	کی جانب	۹	آوی	آوی
۴۵	=	۹	ثابت	ثابت	۱۷	جسمیت	جسمیت
۴۶	=	۱۲	اور عقول	اور عقول	۶	اوسکے محال	اونکی محال
۴۷	=	۲	مام	تام	مکتبہ بالخیر والعاہیہ		

واضح رہی کہ جہان تک قلت فرصت میں تصحیح ممکن ہوئی کی گئی اور احباب سے التماس
ہی کہ جہان سوا اسکے غلطی ملاحظہ کہیں ازراہ عنایت تصحیح فرما کے شکریہ گزار فرمائیں
فقط

تمام شد بتاریخ ۱۹ ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۲۵-۲۶ ماہ جنوری
۱۸۸۶ء عریق مقام کنٹو بہ محلہ فراشنا نہ وزیر گینج بحسن اہتمام مالک مطبع
سید عابد علی در مطبع اشاعتی حلیہ طبع پیشہ

اطلاع

اس کتاب کو بلا اجازت کوئی صاحب نہ چاہیں نہ چھپوائیں فقط



تتمہ فہرست انغلاطین جسکے بموجب تصحیح کرنا ضروری ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۳	وہی	وہی	۴۲	۲	عجیہ	عجیبہ
۱۴	۱۴	عیاد	غباد	۸	۸	حقیقہ	حقیقیہ
۱	۳۴	شر	شر ہے	۴۱	۴	البد ہو	البد ہوں
۶	۱	اوسکے	اوسکے	۹	۱	واجب	تو واجب
۱۱	۱۱	ہوئی ہی	ہوتی ہے	۱۳	۱۳	سبب	ببب
۱۶	۱۶	صیلان	میلان	۲۲	۲	لہر تعریف	لہر تعریف
۹	۳۵	اسطرح	اسطرح	۳	۳	ہیتہ	ہیتہ
۲	۳۶	کرنا عباد	کرنا عباد	۱۵	۱۵	اشنا عشر	اشنا عشر
۸	۳۷	نامہ	نامہ	۱۶	۱۶	اشنا عشری	اشنا عشر
۱۰	۳۸	قصہ	قصہ	۱۵	۱۵	دم	دم
۱۱	۱۱	ادم	ادم	۱۰	۱۰	مجہ	مجہ
۱۳	۳۹	تحدی	تحدی	۶	۶	رسالہ	رسالہ
۱۷	۱۷	ادب ترکیبات	ادب ترکیبات				

تتمہ فہرست انغلاطین جسکے بموجب تصحیح کرنا ضروری ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۳	بعد	اور	۴۳	۱۹	اولاہین	اولیٰ ہین
۳۷	۳۹	قل اللہ	قل للہ	۳۰	۳۰	حضرت سر	حضرت رسول
۳۸	۳	علت لبض	علت بشت	۳۵	۳۵	بمن زلۃ	بمازلۃ
۲۹	۴۸	دہ خورہ اور پیسے	دہ خورہ اور پیسے	۴۷	۴۷	اتے	اس سے
۴۹	۴۹	فاج	فاج	۴۴	۴۴	حضرت نے	حضرت نے
۲۱	۲۱	منہ عفی عنہ	منہ عفی عنہ	۴۸	۴۸	شریک سنا	شریک ہونا
۱۲	۱۲	ماختیار	ماختیار	۱۱	۱۱	ایسے	ایسے جزر